عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد نمبر ۱۷ | ۲۰ تا ۲۶ شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۱ تا ۱۷ دسمبر ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۲۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ

مرزا غلام احمد کی تصریحات

انٹرنیٹ پر عیسائیوں کی دجل فریبیاں

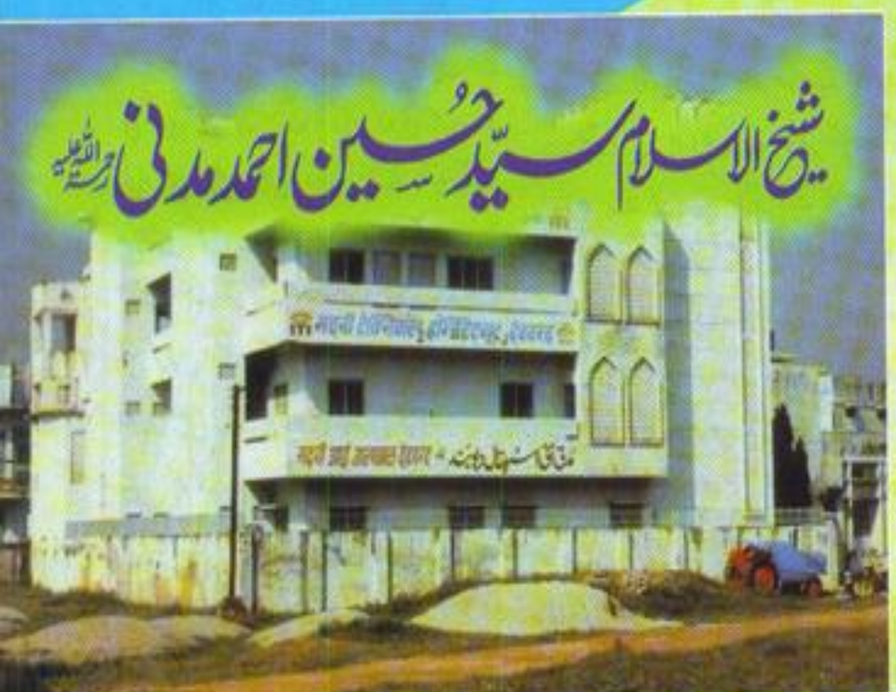

مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کی ڈائری

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے ٹکٹ کا اجراء ...... قابل مذمت فعل

کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں؟

قیمت: ۵ روپے

(فیض محمد، کوئٹہ)

س: میں آرمی میں ڈسپنسر ہوں۔ ہمارے پاس جو دوائیاں آتی ہیں، یہ صرف اور صرف پاکستان آرمی کے مریضوں کے لئے آتی ہیں جن کا سیول لوگوں کو دینے کی اجازت نہیں ہوتی (ایمرجنسی کے علاوہ) اور میں نے پاکستان آرمی کی دوائیاں فروخت کی ہیں ابھی پاکستان آرمی کے مریضوں کو تو یہ پیسے نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ ضرورتمند نہیں ہیں، ان کی ضرورت گورنمنٹ پوری کردیتی ہیں۔ تو کیا یہی پیسے میں سیول کے ضرورتمند مریضوں کو دے دوں؟ تو میرے ذمہ سے حقوق العباد اتر جائے گا یا گورنمنٹ کے پاس جمع کرلوں؟ لیکن گورنمنٹ کے عہدیداروں پر اعتبار نہیں ہے۔ براہ کرم اصلاح کیجئے؟

ج: چونکہ آپ کے بقول گورنمنٹ کی طرف سے یہ دوائیاں آرمی کے لئے مخصوص ہیں، اس لئے آپ آرمی کے کھاتے میں جمع کروادیں۔ (واللہ اعلم)

س: قطع رحمی کے بارے میں، میں نے آپ کی کتابوں سے پڑھا تو چند لوگوں کے ساتھ میری بات چیت نہیں تھی والدین کی وجہ سے۔ لیکن جب آپ کی کتابوں سے پڑھا، تو میں نے ان کے ساتھ خود ہی باتیں شروع کردی ہیں۔ لیکن ایک مسئلے میں، میں مجبور ہوں وہ یہ کہ ۱۹۷۲ء میں میرے چچا نے ایک قتل کیا تھا کچھ عرصہ بعد ان لوگوں نے ہمارے چچا کو قتل کردیا۔ اس کے بعد ہم نے بھی خاموشی اختیار کی اور انہوں نے بھی۔ ابھی ایک دوسرے سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن ۲۶ سال سے بات چیت نہیں ہے۔ ان لوگوں سے صلح کی کافی کوشش کی ہے لیکن میری انٹی اور چچا اور بھائی نہیں مانتے حالانکہ میرے والد صاحب کی کوشش تھی کہ صلح ہوجائے لیکن انٹی اور چچازاد بھائی کی وجہ سے صلح نہیں ہوسکی وہ ہمارے کوئی خاص رشتہ دار تو نہیں ہیں لیکن برادری کے ضرور ہیں۔ ابھی میرے والد صاحب کی طرف سے جتنے رشتے ہیں ان کے ساتھ یعنی دشمنی کی وجہ سے ان کے ساتھ بات چیت نہیں ہے۔ اس حالت میں، میں خود بھی مجبور ہوں کہ ان کے ساتھ پورے خاندان کی وجہ سے بات چیت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ غرض یہ کررہا ہوں کہ اس قطع رحمی کا وبال مجھ پر بھی ہوگا یا ہمارے سارے بزرگوں پر۔ براہ کرم اصلاح کیجئے؟

ج: ان کے ساتھ زیادہ تعلق نہ رکھا جائے لیکن گاہے بگاہے سلام دعا کرلینے میں مضائقہ نہیں۔

س: کسی کو چوری یا زنا میں اگر اپنے سامنے پکڑلے تو کیا ایک حدیث کے مطابق مسلمان کا پردہ رکھنا چاہئے یا اپنے بالا افسروں کو بتانا چاہئے؟ جبکہ آرمی میں تو ایسے لوگوں کو سروس سے معطل کردیتے ہیں یا مہینے کی سزا دیتے ہیں، اس کے بچوں کے رزق کا بھی مسئلہ ہے تو کیا ایسے حالات میں اس کا پردہ رکھنا بہتر ہے؟ یا بالا افسر کو بتانا چاہئے؟ ابھی تک میرے سامنے تو ایسا نہیں ہوا۔ لیکن اگر ایسا مسئلہ آجائے تو کیا کرنا پڑے گا۔ اصلاح کا منتظر رہوں گا۔

ج: ایسے شخص کو فہمائش کی جائے اور ان سے گناہ سے توبہ کروائی جائے، لیکن ان کا پردہ افسران بالا کو نہ بتایا جائے۔ (واللہ اعلم)

س: نماز پڑھتے وقت تو میں جسم کے کسی حصے کو اوپر نیچے نہیں کرتا ہوں، اور نہ ہی اوپر نیچے ادھر ادھر دیکھتا ہوں۔ لیکن اندرون ذہن خیالات چھائے رہتے ہیں جس کے جھٹکنے کی کوشش بھی کرتا ہوں، لیکن پھر بھی آجاتے ہیں؟

ج: اندرونی خیالات کی پرواہ نہ کریں البتہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو چند سیکنڈ یہ تصور کرلیا کریں کہ میری پیشی اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہورہی ہے اور میں یا معافی لے کر آؤں گا یا مجرم بن کر۔

س: آرمی میں رہتے ہوئے تو ہم جہاد کے لئے باہر نہیں جاسکتے جب تک گورنمنٹ آرڈر نہ دے۔ پنشن جاکر جہاد پر جانا ضروری ہوگا یا تبلیغ میں زیادہ زندگی بہتر رہے گی؟

ج: آپ تبلیغ میں جاسکتے ہیں، جہاد میں جانا تو آرمی میں رہتے ہوئے ممکن نہیں، لیکن نیت رکھیں کہ انشاءاللہ جہاد میں بھی جائیں گے۔

س: پنشن جاتے وقت ہمیں پنشن فروخت کرکے تقریباً ساڑھے تین یا تین لاکھ روپے ملتے ہیں کوئی جائیداد وغیرہ نہیں ہوتی، بچوں کے لئے مکان بھی بنانا ہوگا اور اخراجات بھی۔ کیا اس میں حج ضروری ہوگا یا مکان اور اخراجات؟

ج: اگر حج کا موقع ہو تو حج کرلیا جائے ورنہ چھوٹا موٹا مکان بنالیا جائے۔

○

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲۰ تا ۲۶ شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۱ تا ۱۷ دسمبر ۱۹۹۸ء | شمارہ ۲۹

بیاد:

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

☆ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

☆ مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆ مولانا لال حسین اخترؒ

☆ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

☆ مولانا محمد حیاتؒ ☆ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

☆ مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کیلئے ٹکٹ کا اجرا..... قابل مذمت فعل	(اداریہ)	4
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی)	8
انٹرنیٹ پر عیسائیت کی دجل فریبیاں	(جناب محمد نعیم الرحمٰن)	10
کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں؟	(جناب محمد طاہر رزاق)	13
شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ	(رحمت نور خان چترالی)	14
مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کی ڈائری	(جناب ایس اے ساجد)	21
مغرب میں نور اسلام کا غلبہ	(مولانا عبداللطیف مسعود)	23
قادیانی غیر مسلم کیوں؟	(جناب سید ریحان زیب)	25
اخبار ختم نبوت		26

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا عبدالرحیم اشعر

مولانا مفتی محمد جمیل خان

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا سعید احمد جلالپوری

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ

کاتب و ڈیزائن: خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ: فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر۔ یورپ، افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے ششماہی: ۱۵۰ روپے سہ ماہی: ۵۰ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے ٹکٹ کا اجرا............ قابل مذمت فعل

محکمہ ڈاک نے غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام کا یادگاری ٹکٹ جاری کر کے جس طرح آئین پاکستان کی دھجیاں اڑائی ہیں اور جس طرح پاکستانی قوم کی غیرت پر دھبہ لگایا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس غدار پاکستان نے کہا تھا کہ "میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا۔" جس نے امریکہ کو ایٹمی راز فراہم کیے' جس کے اسرائیل سے تعلقات تھے' جو پاکستان کو ایٹمی طاقت بننے سے روکنے کے لئے زبردست کام کرتا رہا' جس نے ملک کے نام کو استعمال کیا لیکن اسے دیا کچھ نہیں' بلکہ ہر جگہ پاکستان کو بدنام کیا۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب زید مجدہم نے "غدار پاکستان" کے نام سے رسالہ لکھ کر ثابت کیا کہ اس نے پاکستان کو نقصان پہنچایا۔ ایسے شخص کے لئے ٹکٹ کا اجرا پاکستان دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم محکمہ ڈاک سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام ٹکٹس کو فوری طور پر ضبط کر کے ضائع کر دیا جائے اور اس پر تمام قوم سے معافی مانگی جائے۔ ہم صدر پاکستان اور وزیراعظم نواز شریف سے مطالبہ کریں گے کہ وہ اس ٹکٹ کے جاری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کریں تاکہ آئندہ کسی کو ایسی جرأت نہ ہو۔

ربوہ کے نام کی تبدیلی اور مرزا طاہر کی پریشانی

گزشتہ دنوں پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی کہ ربوہ کا نام تبدیل کر لیا جائے' اس سلسلے میں گزشتہ شماروں میں ہم نے پنجاب اسمبلی کو مبارکباد دی تھی۔ اس قرارداد کی منظوری کی اطلاع قادیانیوں نے موجودہ خود ساختہ سربراہ مرزا طاہر کو دی تو وہ فرماتے ہیں کہ "ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔" حدیث شریف میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہے کرو۔"

مرزا طاہر کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے جب حیا کو چھوڑا تو مناظر اسلام کا روپ بدل کر مجدد کا روپ دھارا' پھر ملہم بنا' پھر مسیح موعود بنا اور پھر اس نے بے حیائی کی آخری حد بھی پھلانگ دی اور جھوٹے نبی کا لبادہ مسیلمہ کذاب سے لے کر اوڑھ لیا۔ علماء لدھیانہ نے کفر کا فتویٰ دیا تو ان پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ مسلمانوں نے جھوٹی نبوت مسترد کر دی تو مسلمانوں کو سور اور کنجریوں کی اولاد قرار دے دیا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے تمام مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد بنانے میں کوئی فرق نہیں پڑا تو مرزا طاہر صاحب کو ربوہ کے نام بدلنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ حلالی اولاد کے سامنے باپ کو گالی دی جائے تو وہ طیش میں آتا ہے' لیکن حرامی اولاد کے سامنے جو کچھ کہا جائے' اس کو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مرزا طاہر کی خواہش ہے کہ دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان تباہ ہو جائیں اور صرف چند ہزار باقی رہ جائیں تاکہ باور کیا جائے کہ قادیانی دنیا میں باقی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی یہ خواہش پوری نہیں فرمائیں گے اور اسلام باقی رہے گا لیکن وہ بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں قادیانیت پھیل رہی ہے۔ مسلمانوں کو بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قادیانی کیا کرتے ہیں لیکن ان کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وہ اسلام کا نام کیوں استعمال کرتے ہیں۔ وہ اسلامی شعائر کو کیوں اختیار کرتے ہیں اگر ان میں غیرت ہے تو قادیانیت کے نام پر تبلیغ کریں تاکہ حق اور باطل کا فرق معلوم ہو جائے۔ ربوہ کے نام پر اشکال اس لئے تھا کہ اس نام کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ نام قرآن شریف میں آیا ہے' مسلمانوں نے قادیان کے نام پر کب اعتراض کیا؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام پر کب اعتراض کیا؟ اگر قادیانیت حق ہے تو مرزا

ظاہر اسلام کا لبادہ کیوں اوڑھتا ہے؟ اگر ان کا مذہب حق ہے اور قادیان نعوذ باللہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے افضل ہے تو پھر قرآن کریم کے مشابہ الفاظ ربوہ نام کیوں رکھا؟ قادیان کیوں نہیں رکھا؟ قادیان جدید رکھ کر اپنی کنیت اپنے مقدس شہر کی طرف کیوں نہیں کی' دراصل قادیان نام سے لوگ دھوکہ نہ کھاتے اور اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مرکز قادیانیوں کا ہے' اس لئے اس کو چھپانے کے لئے ربوہ نام رکھ دیا۔ قادیانی کہتے ہوئے شرم آتی ہے کیوں کہ لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شہر کا تعلق مرزا قادیانی لعین سے ہے تو یہ شخص بھی لعین ہوگا۔ "احمدی" تو اسلام کا لفظ ہے حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی قرآن شریف میں احمد آیا ہے' اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کریں تو اس کا پہلا لفظ غلام ہے۔ سب قادیانی اپنے کو غلام کہیں یا "غلام احمدی" کہیں یا مرزائی اور قادیانی کہیں۔ احمدی بول کر دھوکہ دینا آسان ہے۔ مسلمان کسی صورت میں دھوکہ کھانے کے لئے تیار نہیں "احمدی" سے بھی حقیقت واضح ہو گئی اس لئے قادیانی گروہ حقیقت تسلیم کرلے اور اپنے آپ کو قادیانی کہے۔ ربوہ کا نام قادیان رکھے' قادیانیت کے نام سے تبلیغ کرے تاکہ حقائق سب کو معلوم ہو جائیں۔

سیاست دانوں کی اسلام دشمنی!

جب سے ملک میں شریعت بل کی باتیں شروع ہوئی ہیں ہمارے حزب اختلاف کے سیاست دانوں نے نواز شریف مخالفت کی آڑ میں شریعت اور اسلام کے خلاف باتیں کرنا شروع کردی ہیں۔ ہم نے ان سطور کے ذریعہ واضح کیا تھا کہ ہم نواز شریف کے شریعت بل سے اتنے مطمئن نہیں اور نہ ہی نواز شریف کے اقدامات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے' اس لئے جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا فضل الرحمن' امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا عبدالغفور حیدری نے شریعت بل کے قابل اعتراض جملوں پر تنقید کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ شریعت بل میں قرآن و سنت کو جو سپریم لاء بنانے کا اعلان کیا گیا ہے تو اس کے طریقہ کار کی وضاحت کی جائے۔ حکومت نے بعض شقوں کو حذف کردیا لیکن ابھی تک شریعت بل میں قرآن و سنت کے سپریم لاء ہونے کے طریقہ کار کی تشریح نہیں کی گئی اس لئے ابھی تک دینی جماعتیں مطمئن نہیں لیکن کوئی جماعت شریعت بل کی مخالفت بھی نہیں کررہی۔ مولانا فضل الرحمن نے سینیٹ کے ارکان سے اپیل کی کہ وہ شریعت بل کو منظور کریں تاکہ نواز شریف کے پاس کوئی بہانہ نہ رہے اور وہ قوم کے بارے میں یہ تاثر نہ دے سکیں کہ پاکستانی قوم کے نمائندگان سینیٹ اس بل کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بہر حال سینیٹ میں یہ بھی منظور ہے یا نہیں اور اس کے بعد اس کی منظوری کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے یہ مستقبل کی باتیں ہیں لیکن ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ اپوزیشن نے شریعت بل کی آڑ میں اسلام اور شریعت کی مخالفت شروع کردی ہے۔ گزشتہ دنوں عوامی اتحاد کے جلسے میں کھلے عام شریعت بل کی مخالفت میں اسلام اور شریعت کی مخالفت کی گئی۔ نواز شریف کے بقول ایک رہنما نے گفتگو کرتے ہوئے جب شریعت بل کی حمایت کی بات کی گئی تو اس ضمن میں اس نے توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب کیا اور عوامی مطالبہ کے باوجود اب تک اس کا نام نہیں بتایا گیا۔ گزشتہ دنوں اس اتحاد کے سربراہ طاہر القادری صاحب نے اقلیتوں کے ساتھ مل کر اس شریعت بل کی مخالفت میں تحریک چلانے کا اعلان کیا اور اس ضمن میں جداگانہ طریقہ انتخابات ختم کرکے مخلوط طریقہ انتخابات کا مطالبہ کیا اور قادیانیوں کے موقف کو تقویت دینے کی کوشش کی۔ بینظیر صاحبہ' اجمل خٹک اس سلسلے میں بہت زیادہ آگے بڑھ گئے اور اسلام کے خلاف ریمارکس دینے لگے۔ شریعت بل کے حوالے سے قبائلیوں کے سیاسی رہنماؤں کو طالبان کے نظام عدالت کے خلاف کر بیٹھ گیا۔ ادارن ڈیموکریٹک کے خود

ساختہ صدر اور عوامی اتحاد کے ایک ممبر پر مشتمل پارٹی کے سربراہ حسین حقانی صاحب جو عرصہ دراز تک نواز شریف کے خوشہ چین اور کچھ عرصہ بینظیر صاحبہ کے خوشہ چین رہے' نے جنگ میں کالم لکھ کر طالبان کے نظام عدالت کو ظالمانہ قرار دے کر بینظیر صاحبہ کے موقف کی تائید کردی کہ اسلام کی سزائیں ظالمانہ ہیں' حالانکہ حسین حقانی صاحب نے طالبان کے نظام عدالت کو دیکھا تک نہیں اور نہ ہی کسی فیصلے کو پڑھا ہے۔ سنی سنائی باتوں یا مغرب کے اخبارات کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر نواز شریف کی مخالفت میں اسلام کے نظام پر نام نہاد محققین مغرب کے موقف کی تائید کی۔ اب بینظیر صاحبہ کھل کر میدان میں آگئی ہیں اور اب انہوں نے امریکی صدر کو خط لکھا ہے کہ وہ پاکستان میں طالبان طرز کے نظام عدل کے نفاذ کو روکیں۔ اب کوئی بینظیر صاحبہ سے پوچھے کہ کیا انہوں نے طالبان کے نظام عدل کا مطالعہ کیا ہے؟ کیا انہوں نے کسی فیصلے کی تفصیل دیکھی ہے؟ کیا انہوں نے افغانستان کا دورہ کیا ہے؟ وہاں کے مثالی امن کی وجوہات معلوم کی ہیں؟ وہاں کے لوگوں کی خوشحالی کے اسباب کا سروے کیا ہے؟ آج دنیا معترف ہے کہ افغانستان میں اسلام کے نظام عدل کی وجہ سے امن و امان قائم ہوا ہے۔ نظام عدل کی وجہ سے لوگ گناہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ بس نواز شریف کی مخالفت میں بینظیر صاحبہ نے اسلام کے نظام عدل کو اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت فراہم کیا تاکہ مغرب اور امریکہ ان کے اس اقدام سے خوش ہو کر ان کے اقتدار میں آنے کی راہ ہموار کرے چاہے پاکستان تباہ ہو جائے۔ مسلمان آج اپنے دین اور شریعت سے اتنے غافل ہو گئے ہیں کہ ان کو اسلام کی اچھائیاں تک نظر نہیں آتیں' وہ اسلام کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اسلام کے نظام عدل کے بارے میں تاویلات کرتے ہیں۔ سزاؤں کا مقصد جرائم کی بیخ کنی ہے' اسلام کسی صورت میں مجرمین کے احترام کی اجازت نہیں دیتا' آج کراچی میں کہیں بھی امن قائم نہیں ہوتا کیونکہ مجرمین کو سیاسی جماعتوں کی چھتری ملی ہوئی ہے' ان کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے' ان کا احترام کیا جاتا ہے' قاتل' ڈاکو اور چور کے وہی لوگ ہمدرد ہو سکتے ہیں جو خود قاتل' چور اور ڈاکو ہوں۔ ایک طرف بینظیر صاحبہ' طاہر القادری کی اسلامی حیثیت کا سہارا لے کر اپنی تحریک کو کامیاب کرنا چاہتی ہیں دوسری طرف اسلام کے خلاف امریکہ کی مدد حاصل کر رہی ہیں۔ اس مخالفت پر بھی قادری صاحب ان کو بہن کا خطاب دیتے ہیں۔ تف ہے قادری صاحب کے اسلام پر! پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا۔ نواز شریف اور بی بی بینظیر صاحبہ کے اقتدار کے لئے نہیں' جن کو اسلام پسند نہیں وہ اس ملک سے چلے جائیں۔ بینظیر صاحبہ ایک طرف پاکستان سے مایوس ہیں دوسری طرف ہر دفعہ اقتدار میں آکر دولت لوٹ کر اپنے غیر ملکی بینکوں میں ذخیرہ کرتی ہیں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی یہ دولت کسی کام نہیں آئے گی۔ غداروں سے کام لے کر دوسرے ممالک ان کا حشر برا کرتے ہیں۔ میر جعفر کا حشر کیا ہوا تھا؟ کام لے کر اس کو بھی ختم کر دیا گیا تھا کہ جو اپنے مذہب کا وفادار نہیں وہ کسی کا وفادار نہیں ہو سکتا۔ نواز شریف صاحب! پاکستان کا نام نہیں' یہ مسلمان کی ایک عظیم دھرتی اور مضبوط قلعہ ہے یہ امریکہ کی کالونی نہیں۔ حکمران چاہے امریکہ کی کتنی ہی غلامی کر لیں' عوام کو امریکہ کا غلام نہیں بنا سکتے۔ بینظیر صاحبہ ہوں یا اجمل خٹک' طاہر القادری ہوں یا حسین حقانی یا تمام اقلیتیں مل جائیں اس ملک سے اسلامی نظام کو نہیں روک سکتیں۔ ہم نواز شریف کے حامی نہیں لیکن نواز شریف کو اس سے بھاگنے کی اجازت نہیں دیں گے اور نہ ہی نواز شریف کو اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کی اجازت دیں گے۔ اس ملک میں آج نہیں تو کل ضرور بالضرور اسلام کا نظام عدل قائم ہو گا' ہر شخص کی زندگی محفوظ ہو گی' صدر پاکستان اور نواز شریف صاحب اعلان کر کے اب قوم کو خوش نہیں کر سکتے۔ اب عملی اقدامات کرنا ہوں گے اسلام کے خلاف باتیں کرنے والے باز آجائیں بصورت دیگر طالبان طرز کا انقلاب ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

○

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریحات

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا امت اسلامیہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے اور صحابہ کرامؓ کے دور سے آج تک کسی صحیح العقیدہ مسلمان نے اس کا انکار نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ اور صحابہؓ' تابعینؒ' ائمہ مجتہدینؒ' مفسرین اور تمام مجددین اس عقیدہ کا اعلان کرتے رہے ہیں۔ ابن جریر طبری' ابوالحسین آبری' ابن عطیہ المغربی' ابن رشد' قرطبی' ابوحیان' ابن کثیر' ابن حجر' سیوطی' ملا علی قاری' مجدد الف ثانیؒ وغیرہ بہت سے اکابر نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ الغرض زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے چند بے دین نیچریوں کے سوا کسی عالم کو اس عقیدہ سے انکار نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اس مسئلہ میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

"حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ و قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط ہیں...... لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۲۳۰ طبع پنجم)

"یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یکلخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں۔ مد موضوعات داخل کر دیں۔"

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔ اور بباعث اس کے کہ ان کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۲۳۱ طبع پنجم)

کیا آنے والے مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ اسلام ہیں؟

"اس سوال کا جواب ایک ہی ہے کہ قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے اور تمام امت اسلامیہ جس طرح نزول مسیح کے عقیدہ پر متفق ہے اسی طرح بغیر کسی اختلاف کے اس امر پر بھی متفق ہے کہ جو مسیح آسمان سے نازل ہوگا اس کا مصداق حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہیں (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات) جو آنحضرت ﷺ سے قبل مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت میں وہی نازل ہوں گے۔ جناب مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے...... حتی کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) مسیح کا خطاب پانے کے باوجود دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود

ہے۔"

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے دعوے سے پہلے جس قدر اولیاً صلحا گزرے ہیں ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدے کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔" (حقیقۃ النبوت ص ۱۴۲)

جناب مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ قرآن مجید سے ثابت فرمایا' ایک جگہ لکھتے ہیں:

'هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸'۴۹۹)

اس کتاب کی تصنیف کے زمانہ میں مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے الہامات بھی ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ اپنے ایک الہام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ (الہامی) آیت حضرت مسیح کے جلالی طور پر نازل ہونے کا اشارہ ہے یعنی وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے قہر اور سختی کو استعمال کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں کو صاف کردیں گے۔ اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کو نیست و نابود کردے گا۔ یہ زمانہ بطور ارہاص واقع ہوا ہے۔ (ص ۵۰۵)

اس کتاب کی اشاعت سے بارہ برس بعد تک مرزا صاحب اسی عقیدے پر قائم رہے۔ اعجاز احمدی (ص ۵) میں فرماتے ہیں:

"پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے اس سے بالکل بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔"

براہین احمدیہ (جلد۔ چہارم) مرزا صاحب نے ۱۸۸۴ء میں شائع کی اور اس کے بارہ برس بعد (۱۸۹۶ء) تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے عقیدے پر جمے رہے نیز مرزا صاحب اپنی کتاب "مسیح ہندوستان" میں لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ اکثر مسلمان اور عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے اور یہ دونوں فرقے ایک مدت سے یہی گمان کرتے چلے آئے ہیں اور کسی وقت پھر زمین پر نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے مذکورہ بالا فرقے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اس وقت جبکہ یہودیوں نے ان کو مصلوب کرنے کے لئے گرفتار کیا خدا کا فرشتہ ان کو مع جسم عنصری آسمان پر لے گیا اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور مقام ان کا دوسرا آسمان ہے جہاں حضرت یحییٰ نبی ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے منارہ کے قریب یا کسی دوسری جگہ اتریں گے۔" (ص ۴۳)

مرزا صاحب نے اس عبارت میں مسلمانوں کا جو عقیدہ بیان کیا ہے یہی مضمون قرآن کریم کی آیات مقدسہ اور آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ کا ہے اور اسی عقیدے پر تمام اکابر امت چودہ صدیوں سے ایمان رکھتے آئے ہیں۔

ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے:

(الف) نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ دور اول سے لے کر آج تک متواترات اور مسلمات میں سے رہا ہے۔

(ب) تمام اکابر اور بڑے بڑے اولیاً' صلحا' اسی عقیدہ پر گزرے ہیں۔

(ج) خود مرزا صاحب بھی ۱۸۹۶ء تک اسی عقیدہ پر رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کی تشریف آوری کے وقت دین اسلام تمام اطراف میں پھیل جائے گا اور اسلام کے سوا تمام مذاہب نیست و نابود ہو جائیں گے۔

(د) اسلامی عقائد میں تاویل کر کے ان کے معنی و مفہوم کو بدلنا انکار کے مترادف ہے اور یہ کفر و الحاد

ہے۔

اس عقیدہ کی عظمت اور اس کے مصداق کی تعیین کے سلسلہ میں جناب مرزا صاحب کی ایک دوسری کتاب "شہادۃ القرآن" سے چند تصریحات کا مطالعہ بھی مفید ہوگا:

"اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں "مسیح موعود" (احادیث متواترہ میں "مسیح موعود" کی بجائے عیسیٰ بن مریم روح اللہ (علیہ السلام) کے آسمان سے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے اور امت اسلامیہ کا متواتر عقیدہ بھی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے متعلق ہے "مسیح موعود" کا لفظ قرآن وحدیث میں کسی جگہ نہیں آیا) کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام "عیسیٰ بن مریم ہوگا۔" (اسلامی دنیا عیسیٰ بن مریم کے نام سے صرف ایک ہی شخصیت کو جانتی پہچانتی ہے) (ص ۲)

"جس قدر طرق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود (سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی خبر دی ہے۔" (ص ۳)

"یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کو تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی) سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔" (ص ۴)

"پھر ایسی احادیث جو تعامل اعتقادی یا عملی میں آکر اسلام کے مختلف گروہوں کا شعار ٹھہر گئی تھیں ان کی قطعیت اور تواتر کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے۔" (ص ۶)

"پھر جبکہ ائمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد' راست گو اور متقدین راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ تک پہنچادیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔" (ص ۹)

"(عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی) یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل چلی آئی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتدا سے چلے آتے تھے۔" (ص ۷،۱۰)

مرزا صاحب کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ صحابہؓ کے دور سے آج تک متواتر چلا آیا ہے اور ان احادیث کے صحیح ہونے پر روئے زمین پر چودہ سو سالہ امت گواہی دیتی رہی ہے اس لئے ان کی صحت میں شک وشبہ کا وہم کرنا جنون' دیوانگی اور مراق ہے۔ اللہ تعالیٰ قادیانی دوستوں کو بھی جنون' دیوانگی اور مراق پر ایمان لانے سے بچائے اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ (آمین)

اظہار تعزیت ودعائے مغفرت

حافظ محمد رمضان پروانہ ربوہ سے خوشاب جاتے ہوئے بس کے حادثہ میں گزشتہ دنوں انتقال کر گئے ہیں۔ مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ایک عرصہ سے وابستہ تھے اور حقیقی معنوں میں "پروانہ ختم نبوت" تھے۔

قارئین کرام اور تمام جماعتی احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

محمد نعیم الرحمٰن

انٹرنیٹ پر عیسائیت کی دجل فریبیاں

کلام اللہ شریف میں اللہ نے پانچ مقام پر ایسے تمام لوگوں کو کھلا چیلنج دیا ہے جو قرآن کی حقانیت کے بارے میں شکوک و شبہات رکھتے ہیں کہ اگر یہ نعوذباللہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے بنایا ہے تو تم بھی اپنی طرف سے اس جیسا بنا کے دکھادو۔ چلو دس سورتیں ہی بنالاؤ اگر دس بھی نہیں بن سکتیں تو ایک کم از کم ایک تو بنادو۔ اگر جن وانس تمام کے تمام مل کر بھی کوشش کریں تو نہیں بنا سکتے۔ قرآن ببانگ دہل دعویٰ کرتا ہے کہ پوری دنیا مل کر حتیٰ کہ اللہ کے علاوہ جس سے بھی مدد حاصل کرسکتے ہو کرلو۔ قرآن کا یہ دعویٰ آج تک اعداءِ اسلام کے گلے میں فولاد کا چنا ثابت ہوا ہے جو نہ نگلا جاتا ہے نہ اگلا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سے حقانیت تسلیم کرکے قرآن کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں اور اس کا برملا اعتراف بھی کرتے ہیں البتہ جن کے قلوب مریض ہوتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

واما الذین فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضاً

جوہری نگینہ ہاتھ میں لیتے ہی بتادیتا ہے کہ کتنا قیمتی ہے، اسی طرح جب جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو بے اختیار کہہ اٹھے:

آمنا برب العالمین رب موسیٰ و ھرون

انہیں معلوم تھا کہ جادو اور معجزہ میں کیا فرق ہے اور فرعون جیسا شخص بھی تھا جو کہتا رہا:

انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر

"یہی تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے"

اسی طرح جب سبعہ معلقات کے مقابلے میں کعبہ کی دیوار پر سورۃ الکوثر آئی تو عرب کے ادبا، فصحا اور اہل بلاغت پکار اٹھے:

واللہ ما ھذا کلام البشر

خدا کی قسم یہ کسی انسان کا کلام نہیں! عرب کے فصحا کلام اللہ کو سن کر حد درجہ متاثر ہوتے تھے، اپنے کلام سے قرآن کی برابری کا دعویٰ تو دور کی بات ہے۔ لہٰذا جب وہ لوگ اس دعوے کے جواب سے عاجز آگئے تو یہ عجمی جنہیں اپنے اظہار مافی الضمیر پر بھی قدرت نہیں کس طرح آسمان کی طرف منہ کرکے تھوکتے ہیں یعنی جس چیز کے لئے سورج کی روشنی ناکافی ہے، چراغ وہاں کیا کرسکتا ہے؟ دراصل اس قسم کی حرکتوں کے پیچھے دوسرے مقاصد کارفرما ہوتے ہیں بعض وجوہ ہوتی ہیں، جن میں سے سب سے بڑی وجہ جہالت ہے، جوں جوں علم اٹھتا جارہا ہے جہالت کے آثار نمایاں ہوتے جارہے ہیں۔ جب پسماندہ ذہنیوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ قرآن بھی تو الفاظ سے مرتب شدہ جملوں پر مشتمل کتاب ہے، اس جیسا بنانے میں کیا مشکل ہے؟ تو پھر اس دعوے پر لبیک کہنے کے لئے آمادہ کردیتا ہے۔ عیسائی برادری کی جانب سے انٹرنیٹ پر چار سورت نما غزلیں پوری دنیا کے سامنے قرآن کے دعوے کے جواب میں پیش کی گئی ہیں، جن کے نام سورۃ تجسد، سورۃ مسلمون، سورۃ الایمان اور سورۃ وصایا ہیں، عام آدمی کو تو یہ معناً و لفظاً بے ربط سورتیں کچھ متاثر کرسکتی ہیں، لیکن فصاحت وبلاغت کا ادنیٰ طالب علم بھی اس کلام کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ اس میں فصاحت وبلاغت کا علانیہ جنازہ نکالا گیا ہے اور پھر اس جنازے کو قرآن کے مدمقابل لانے کا دعویٰ؟ دشمنان اسلام کے پوشیدہ مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد کسی نہ کسی طرح پیغمبر اسلام حضور اقدس ﷺ پر الزام اور تہمت لگانا ہے، اس کلام میں بھی جس طرح کیچڑ اچھالی گئی ہے، اسے حوالہ قلم کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ اس بات سے یہ سوچنے میں دیر نہیں لگتی کہ ان سورتوں کے شائع کرنے کا مقصد قرآن کی برابری کا دعویٰ نہیں بلکہ توہین رسالت کی مذموم کوشش ہے۔ اس رذیل اور بیہودہ کلام کے جواب کی ہمیں کوئی حاجت نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ علم سے بے بہرہ اور سادہ لوح مسلمان کہیں اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں، متذبذب نہ ہوجائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوجائے کہ کس اعجاز کی بنا پر قرآن کو فوقیت حاصل ہے؟ چونکہ سادہ لوحی بذات خود انسان کے ایمان کے لئے خطرہ ہوتی ہے۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک دیہاتی قسمت آزمائی کے لئے عرب گیا حالات سدھرے تو اپنی سیدھی سادھی دیہاتی ماں کو بھی بلالیا، اتفاقاً ایک مرتبہ کسی عرب نوجوان سے دیہاتی کا جھگڑا ہوگیا نوبت گالم گلوچ تک پہنچی تو دیہاتی اپنی زبان میں اسے گالی دینے لگا۔ اسی کی ماں نے سخت حیرت اور غصے میں اپنے بیٹے کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ "تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ تو اسے گالی دے رہا ہے، حالانکہ وہ تجھے قرآن سنا رہا ہے۔"

جہالت کتنا بڑا عذر ہے۔ قرآن کے طرز بیان میں کیا معجزہ ہے؟ اس کو جاننے کے لئے ہم قرآن کی چھوٹی سی آیت کا موازنہ عرب کے مشہور فصیح و بلیغ جملے سے کر کے دیکھتے ہیں' جو اس آیت کے نزول سے پہلے عرب کی ضرب المثل بن چکا تھا۔ عرب کہتے تھے :

القتل انفی للقتل

اللہ نے آیت نازل فرمائی :

فی القصاص حیٰوۃ

صرف وہ لوگ ہی ان عبارتوں میں نکات بیان کر سکتے ہیں جنہیں بلاغت و فصاحت' معانی' لغت' صرف و نحو' کلام' بدیع اور منطق اور ان جیسے دوسرے اہم علوم میں دسترس تامہ حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض جاہل مطلق ٹوٹی پھوٹی بے ربط غزل نما عبارتیں قرآن کے مد مقابل پیش کر دیتے ہیں۔ اب ان مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کا موازنہ کیجئے :

(۱) آیت قرآنی مختصر ہے یعنی بارہ حروف پر مشتمل ہے' جبکہ اس کے مقابلے میں یہ عبارت چودہ حروف پر مشتمل ہے۔

(۲) آیت قرآنی میں مقصد بیان صریح ہے' جبکہ اس عبارت میں ضمناً ذکر کیا گیا ہے لہٰذا مقصد اصلی فوت ہو گیا۔

(۳) آیت قرآنی میں حیات انسانی کی تعظیم "حیوۃ" کو منون منکر لا کر کی گئی ہے جبکہ اس میں حیات انسانی کا ذکر ہی نہیں' تعظیم تو دور کی بات۔

(۴) قرآن میں لفظ قتل کا اعادہ نہیں جبکہ اس میں ہے۔

(۵) قرآن کا کلمہ مطردہ ہے یعنی جب بھی قصاص لیا جائے گا حیات انسانی ثابت ہو جائے گی۔ جبکہ اس میں مفہوم کلام ہمیشہ جاری نہیں ہو سکتا۔

(۶) آیت تقدیر محذوف سے مستغنی ہے' اسی طرح متعلق جار کی رعایت بھی ہے جبکہ حکایت عرب میں مفضل علیہ محذوف ہے' جو ضرورت معنوی ہے۔

(۷) آیت میں مطابقت پائی جاتی ہے' جبکہ عرب حکایت مطابقت سے خالی ہے۔

(۸) قرآن نے لفظ "القصاص" استعمال کیا ہے جبکہ حکایت عرب میں مستعمل لفظ "القتل" سے وحشت ٹپکتی ہے۔

(۹) لفظ قصاص مساوات پر مبنی ہے جبکہ قتل مطلق ہے ظلم اور عدل دونوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰) آیت اثبات پر مبنی ہے' حکایت عرب نفی پر اور اثبات نفی سے اشرف و افضل ہے۔

(۱۱) آیت ہر قسم کے تناقض سے خالی ہے جبکہ حکایت عرب تناقض ظاہری کا شکار ہے' یعنی ظاہراً قتل' قتل کی نفی نہیں کر سکتا جیسے آگ' آگ کو نہیں بجھا سکتی ہے۔

جناب صرف یہ گیارہ وجوہ ہی نہیں ان اثیرؒ نے بیس وجوہ بیان کی ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ بات یاد رکھئے کہ ہم نے صرف ایک چھوٹے سے فصیح ترین قطعے کا مقابلہ آیت سے کیا ہے جو حد درجہ احتمالات خطاؤ اغلاط سے خالی ہوتا ہے تو بتایئے کہ مذکورہ چار سورتیں جو اغلاط کا ڈھیر ہیں اور کسی عرب کا کلام بھی نہیں۔ جواب دینا تو درکنار کسی جذبہ ایمانی سے سرشار مسلمان کا دل ان بحواسات کو قرآن کے مقابلے میں دیکھ کر پھٹ نہیں جائے گا؟ پھر صرف یہی بات نہیں ان کی بنائی ہوئی سورۃ میں ہر ہر آیت قرآن سے چوری کر کے تحریف و مسخ اور تبدیل شدہ ہے' حتیٰ کہ سورتوں کے نام رکھنے میں بھی حدود قرآن نہیں پھلانگی جا سکی اور بعض احادیث النبوی ﷺ بھی ہو بہو ذکر کی گئی ہیں' تو کیا کوئی نقال بھی برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ پرانے زمانے میں مسخرے اور رانڈ دربار میں بادشاہ کی نقالی کیا کرتے تھے اور داد وصول کرتے' لیکن آج تک ان میں سے کسی نے بادشاہ کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا' اب بادشاہوں کا زمانہ گزر گیا' لہٰذا ان مسخروں نے اپنے لئے دادرسی کے واسطے دوسرے طریقے ڈھونڈ لئے۔ ان لوگوں کا کلام جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ اس میں تخاطب اللہ سے بندوں کا ہے اور اسے بنایا جبکہ بندوں نے تو یہ کلام کس طرح ایک صادق مصدوق کلام الٰہی کی برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے اور پھر رب العزت تعریفوں کا مستحق بندہ عیوب کا پیکر۔ کیا کسی غزل یا نظم کو مرتب کر کے قرآن کا مثل کہا جا سکتا ہے اگر ہاں تو ہمیں عرب کے تمام شعراء اور فصحا کے کلام کو اس کا مثل' ماننا پڑے گا اور اگر نہیں تو یہ کلام بدرجہ اولیٰ دھتکار دیئے جانے کا مستحق ہے۔ قرآن کے دعویٰ فأتوا بسورۃ من مثلہ میں مثل سے مراد یہ ہے کہ جس طرح قرآن نے غیب کے دور موز و اسرار بیان کئے ہیں' جن پر آج تک پوری دنیا کے علوم کی بنیاد ہے' جن کی تردید ممکن نہیں۔ اس طرح بیان کر کے دکھایا جائے۔ جس طرح قرآن میں فصاحت و بلاغت اور الفاظ و معانی کے حسن ترتیب وادا کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے' اس طرح نکتہ رسی و دقیقہ سنجی میں ندرہ روزگار کلام لایا جائے۔ جس طرح دلائل قرآن قوت سے لبریز ہیں' اس طرح بنایا جائے نہ کہ ہبا منثورا اور جس طرح قرآن میں مقتضی حال کے مطابق ہیں اور یہ اختلاف لفظی و معنوی سے بری ہے اس طرح بنایا جائے نہ کہ بھان متی کا تماشہ جو خود بھی ہنسے اور دوسروں کو بھی ہنسائے۔ اور قرآن کی طرح دلائل عقلیہ ونقلیہ

تعارض سے خالی ہوں۔ کیا ایک قطعہ بھی ان قواعد پر پورا اتر سکتا ہے؟ یہ سوال ہم خود آپ سے کرتے ہیں؟ اگر قرطاس قلت کی شکایت نہیں کرتا تو ہم کئی مجلدات آپ کے سامنے پیش کر سکتے تھے ویسے بھی فضولیات میں وقت اور مال کا ضیاع مناسب نہیں۔ ہم اپنے حیرت میں غوطہ زن قاری کو بتاتے ہیں کہ قرآن کے صرف یہ اعجاز نہیں بے شمار جہتوں سے قرآن تمام کلاموں سے ارفع و اعلیٰ ہے معجزہ قرآن کی بعض وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)...... مفردات

(۲)...... ترکیب و ترتیب کلمات

(۳)...... مقاصد

(۴)...... حقائق

مفردات کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن ہمیشہ وہ کلمہ استعمال کرتا ہے جو اوفی بالمقام اور اوفی بالحقیقہ ہو۔ ثقلین نہیں بن سکتا یعنی جاہلیت کے اعتقاد میں موت پر لفظ "توفی" کا اطلاق درست نہیں تھا کیونکہ ان کے اعتقاد میں نہ بقائے جسد تھی نہ بقائے روح لیکن قرآن نے "توفی" کا اطلاق موت پر کیا اور بتایا کہ موت سے وصولیابی ہوتی ہے تاکہ فنائے محض اور ترکیب و ترتیب کلمات سے مراد مقتضائے کلام ہے یعنی آیت

وجعلوا للہ شرکاء الجن

میں ظاہراً قیاس تو یہ تھا کہ آیت یوں ہوتی وجعلوا الجن شرکاء للہ لیکن مقتضائے قرآن یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور کوئی معمولی جرم نہیں کیا اور شرکاء بھی کون؟ جن۔ پس یہ معنی اس خاص ترتیب سے ہی آیت میں پیدا ہو سکتے ہیں اور حقائق سے مراد وہ امور غامضہ ہیں' جن سے عقول و افکار قاصر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تجاذب جوانب اور تزاید حقائق بھی باقی

باقی صفحہ ۱۶ پر

بقیہ: مغرب میں نور اسلام کا غلبہ

ہو چکے گا۔ دوم یہ کہ سب آسمانی کتب (تورات' انجیل' زبور) وہ محرف و تبدل ہو جانے کے علاوہ عالمی سطح کے لئے آئی ہی نہ تھیں وہ تو ابتدائی اور جزوی تھیں۔ ہمارا ان پر ایمان ہے مگر وہ نافذ نہیں جیسے پرائمری نصاب' پھر مڈل' پھر ہائی کلاسز' اللہ کریم نے قرآن مجید میں ان کو من قبل (آل عمران) قرار دیا ہے وہ اب کیسے نافذ ہو جائے گی۔ بھلا کون ایسا پاگل ہے کہ وہ ہائی کلاسز میں جاکر پھر دوسری جماعت اور سیکنڈری یا ایم اے کی کتب کے ساتھ مجلد کرتا پھرے گا۔ باوجودیکہ وہ اس دوسری یا چوتھی کی کتاب کو برحق مانتا ہے' مگر اب وہ دور نہیں اب یہ ہائی کلاس میں پہنچ چکا ہے' اس کے لئے وہ کتاب مفید نہیں' یہ معاملہ ہے سابقہ کتب و صحائف کا اور قرآن مجید کا کہ وہ نوع انسانی کے لئے ابتدائی طور پر راہنما تھا اور قرآن مجید اس آخری' ترقی یافتہ دور کے لئے کامل ہادی و راہنما ہے لہذا اس کے ساتھ وہ کتب لگ ہی نہیں سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم مسلمان ان کو منزل من اللہ اور برحق مانتے ہیں' ان کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں' مگر اس نعرہ لگانے والے یہود اور عیسائی بھی قرآن مجید منزل من اللہ اور برحق اور آخری کامل کتاب تسلیم کرتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ وہ ایسے نہیں تو پھر قرآن کے ساتھ ان کو نتھی کرنے کا کیا مطلب؟ محض ایک طفلانہ حرکت ہے اسی طرح عبادت خانوں کے اجتماع کا مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ:

موسیٰ کا ہیکل صدیوں میں حضرت سلیمان نے بنایا تھا' جس کی عظمت و شان کا قرآن بھی قائل تھا مگر اس کی افادیت اور مرکزیت بیت اللہ اور خانہ کعبہ کے ظہور کے بعد موقوف ہو گئی' چنانچہ بائبل میں اس کے کافی دلائل اور شہادت مندرج ہیں۔ پھر وحدت کا نعرہ لگانے والے سر پھرے نہیں تو اور کیا ہیں؟ اب دوسرے گھر کی عظمت و شوکت کا دور ہے' دریں صورت یہ وحدت کیسے وقوع پذیر ہو گی جبکہ ان کا دور گزر چکا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا معبد نہ بنایا۔ مسیح نے گرجا نہ بنایا' مگر مسجد خود محمد رسول اللہ ﷺ نے بنائی۔ حتیٰ کہ دور رسالت میں ۹ مسجدیں مرکز اسلام مدینہ میں تھی اور مسجد کے جملہ اعمال کے بانی بھی خود محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تلاوت قرآن' پنج وقتہ نماز' اذان' جمعہ و جماعت وغیرہ جبکہ نہ موسیٰ نے یہ اعمال اپنے معبد میں کئے' حتیٰ کہ توراۃ کے متعلق حکم تھا کہ آٹھ سال کے بعد توراۃ پڑھ کر قوم کو سنائی جائے۔ ایسے ہی انجیل کا معاملہ ہے کہ اس کا ایک ورق یا سطر بھی مسیح کی نہیں' نہ آپ نے ان کو دیکھا' نہ اس کی تعلیم دی' نہ عبادت میں پڑھی یا حکم دیا' یہ سب باتیں بعد کی پیداوار ہیں۔ یہ صرف و صرف اسلام کا ہی مقام ہے کہ جملہ شعائر خود رحمت کائنات ﷺ نے مقرر فرمائے اور مسجد کے جملہ اعمال و افعال خود چالائے اس لئے یہ کامل و مکمل دین ہی قیامت تک کے لئے مشعل راہ اور مینارہ نور بننے کے لائق ہیں۔ اے اقوام عالم! آؤ اس مینارہ نور کی طرف جو تا قیامت منور و افشاں رہے گا جس کا نور کسی بھی لمحہ ماند نہیں بلکہ ترقی پر ہی رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

وما توفیق الا باللہ

محمد طاہر رزاق' لاہور

کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں؟

ایک نام!

ایک محترم نام
بہت ہی محترم نام
بہت ہی مبارک نام
جسے بولنے سے پہلے لب ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں۔
جسے ادا کرتے ہی دہن سے درود شریف کے پھول برستے ہیں۔
جسے دیکھتے ہی آنکھوں میں ستارے چمکنے لگتے ہیں۔
جسے پڑھتے ہی وادی دل میں سکون کی شبنم کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔
جسے سنتے ہی جسم و روح میں کیف و نشاط اتر جاتا ہے۔
جس کا ورد کرتے ہی رحمتوں کے قافلے سوئے دل اترنے لگتے ہیں۔
وہ نام نامی اسم گرامی "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مسلمانوں نے اس نام سے پروانہ وار محبت کی ہے۔ یہ نام ان کی آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے۔ یہ نام ان کی حیات کی علامت ہے۔ یہ نام ان کی محبتوں کا محور ہے۔ یہ نام ان کی عقیدتوں کا مرکز ہے۔ یہ نام ان کے ایمان کی حلاوت ہے۔ یہ نام ان کی روح کی ٹھنڈک ہے اور یہ نام ان کی زندگی کا اثاثہ ہے۔

تاریخ کے لمحات گواہ ہیں کہ جب بھی اس نام پر آواز دی گئی...... جب بھی اس نام پر پکار پڑی تو مسلمانوں نے اس نام کی حرمت کے لئے اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔ اپنے بچے کٹوا دیئے۔ اپنا مال و اسباب لٹا دیا۔ اپنے گھروں کو خیرباد کہہ دیا۔ اپنے وطن کو داغ مفارقت دے دیا' عزیز و اقارب کو چھوڑ دیا' لیکن اس نام کی حرمت پر آنچ نہ آنے دی۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدؐ کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمدؐ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمدؐ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر' مادر' برادر' مال' جان' اولاد سے پیارا

ہندوستان میں ظالم فرنگی نے مسلمانوں سے عشق رسولؐ کی دولت چھیننے کے لئے ایک انتہائی خطرناک اور مہلک سازش تیار کی' جس کا تصور کرتے ہیں تو جسم پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ فرنگی کو معلوم تھا کہ جب تک ہم مسلمانوں کے دل سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکالیں گے ہم انہیں غلام نہیں بنا سکیں گے' کیونکہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوتا ہے وہ کائنات میں کسی اور کی غلامی کبھی قبول نہیں کرتا۔

کفر کے بڑے دماغ مل بیٹھے اور

ایک لمبی سوچ کے بعد یہ ہولناک فیصلہ ہوا کہ ایک جعلی محمد بنایا جائے (نعوذباللہ) اور وہ شخص دنیا سے کہے کہ میں محمد ہوں۔ وہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہوئیں۔ پہلی دفعہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری دفعہ قادیان میں۔ وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو جب فسق و فجور اور کفر و معصیت سے بھرا پایا تو اللہ کو دنیا میں نبی بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوئی' لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں ختم نبوت کا اعلان کرچکا تھا۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ اگر نئے نبی کو بھیجتا تو ختم نبوت کے عقیدہ پر زد پڑتی۔ لہٰذا اللہ پاک نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں دوبارہ اشاعت اسلام کے لئے بھیج دیا اور وہ کہے کہ میں ہی وہ محمد ہوں جو تیرہ سو برس قبل مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تھے۔

قادیان کے ایک ذلیل و رذیل' بدفطرت و بدطینت' دین فروش و ایمان فروش اور غدار دین مرزا قادیانی ملعون کو "محمد" (نعوذباللہ) بنادیا گیا' اس نے خود کو محمد کہہ کر متعارف کرانا شروع کردیا۔ فرنگی نے سوچا تھا کہ یہ جعلی محمد مسلمانوں کی عقیدتوں اور محبتوں کو اپنی جانب کھینچ لے گا اور مسلمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے محمدؐ کو بھول کر قادیان کے محمد کے گرد اکٹھے ہوجائیں گے (نعوذباللہ) اور اس طرح دین محمدیؐ ختم ہوجائے گا۔

مرزا قادیانی نے روایتوں کے فلسفہ کے تحت خود کو "محمد" ظاہر کرنا شروع کردیا۔ چند حوالے پیش خدمت ہیں:

☆ "پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔" (نزول المسیح ص ۲ روحانی خزائن ص ۳۸۰ تا ۳۸۱ جلد ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ "یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کرسکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا۔

☆ "وہ وہی فخرالاولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کرگیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۴۱ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۵۱ء)

☆ تم خدا کے سامنے کونسا منہ لے کر جاؤ گے؟ (مؤلف)

☆ "تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔" (کلمتہ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۰۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

☆ "اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ وآخرین منہم سے ظاہر ہے کہ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمتہ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی محمد ظہورالدین اکمل قادیانی منقول از اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء اخبار "بدر" قادیان نمبر ۴۳ جلد ۲ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۴)

☆ اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آگئے ہیں۔ (مرزا غلام قادیانی مندرجہ اخبار "الحکم" قادیان ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان ص ۱۷)

☆ "اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے' کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذباللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس کا بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔" (کلمتہ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۴۶-۱۴۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

☆ "پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرت کی بعثت ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے کہ احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کی بعثت ثانی اور آپ کے احمد

اور نبی اللہ ہونے سے انکار ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنادینے والا ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۲ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

☆ "کافر پوری ملت اسلامیہ کو کافر کہہ رہا ہے" تعجب ہے۔" (مئولف)

☆ "وہ جس نے مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی ومارای (دیکھو خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ روحانی خزائن ص ۲۵۹ ج ۱۶) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔" (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۰۵' نمبر ۳ جلد ۱۴)

☆ کون سے قرآن میں لکھا ہے بتاؤ تو سہی؟ (مئولف)

☆ "حضرت مسیح موعود نام کام اور مقام کے اعتبار سے گویا آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہیں اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں ذرا بھر بھی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مسیح موعود شاگرد اور آنحضرت صلعم استاد ہیں' لیکن یہ فرق نام' کام اور مقام کے اعتبار سے نہیں بلکہ ذریعہ یا حصول نبوت کے اعتبار سے ہے۔" (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۱۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

☆ کہاں منصب نبوت اور کہاں سیالکوٹ کی کچہری کا منشی گماں۔ (مئولف)

☆ "حضرت مسیح موعود کی جماعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ میں ایک جماعت ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلعم کا فیض پر جاری ہوا' ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آنحضرت صلعم کا فیض ہوا۔ پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہورہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عین صحابہ کی ایک جماعت ہونا اور آپ کی جماعت پر عین بعینہٖ وہی آنحضرت صلعم کا فیض جاری ہونا جو صحابہ پر ہوا تھا' اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمد اور عین محمد اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں باعتبار نام' کام اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۷' مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

☆ کبھی گاے کانے کی تصویر تو دیکھو (مئولف)

☆ "غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعثت مقرر تھے۔ ایک بعثت تکمیل ہدایت کے لئے دوسرا بعثت تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۸۶۔۸۷ ص ۱۰ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

☆ "حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ ماعرفنی ومارای یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے شناخت کیا اور پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور سمجھا پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا صاحب) کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۵۶ ص ۷ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء)

☆ "ہاں البتہ تیرے اور شیطان میں کوئی فرق نہیں۔" (مئولف)

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۸۲ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء)

☆ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ۔ (مئولف)

☆ "تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنی ساری جائیدادیں' سارے اموال اور جانیں قربان کردیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہوسکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غوث' قطب' ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گزرے ہیں' ان کا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہوسکتا..... اللہ نے تمہیں محمد رسول اللہ کا چہرۂ مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفید کرکے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کردیا۔" (تقریر سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۴ء)

☆ صحابہ کے گروہ میں نہیں بلکہ مرتدوں کے گروہ میں شامل ہوگئے ہو۔ (مئولف)

☆ "پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۵۸ نمبر ۳ جلد ۱۴)

☆ "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب بالخصوص "شہادت القرآن" تحفہ

گولڑویہ اور خطبہ الہامیہ میں بیان فرمایا ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ظہور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر تھے۔ ظہور اول اسم محمد اور ظہور دوم اسم احمد کے ماتحت۔ ظہور اول جو اسم محمد کے ماتحت تھا' وہ آج سے قریباً" چودہ سو سال قبل مکہ معظمہ میں ہوا...... ظہور ثانی جو اسم احمد کے ماتحت' تیرھویں صدی ہجری میں حضرت احمد قادیانی کی صورت میں ہوا۔" (اخبار الفضل جلد ۲۸ نمبر ۱۱۵' ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء)

☆ "آنحضرت کے بعثت کے اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔" (الفضل قادیان جلد ۳' نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

☆ "چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکے ہیں' ان میں سے ایک یہی وحی اللہ ہے ہوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ دیکھو ص ۴۹۸ براہین احمدیہ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا پھر...... اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول اللہ بھی...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸ اشتہار مرزا قادیانی' مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲ مجموعہ اشتہارات ص ۴۳۱' ۴۳۲ جلد ۳)

جب ایمان ختم ہوتا ہے تو شرم و حیاء بھی ختم ہوجاتی ہے۔ (مؤلف)

☆ مسلمانو! اس ملعون کائنات کو آج بھی "محمد رسول اللہ" کہا جارہا ہے...... لکھا جارہا ہے...... شائع کیا جارہا ہے...... اور اس ظلم عظیم کی تشہیر کی جارہی ہے۔

آج وقت پوچھتا ہے؟

کیا یہاں کے بے حس حکمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں؟

کیا اس بھیانک سازش پر خاموش رہنے والے علماء اور خطیب رسول اللہ کے امتی ہیں؟

کیا اس لرزہ خیز شیطانی حملے کو دیکھ کر لبوں پر مہر سکوت لگانے والے پیر اور مشائخ' رسول اللہ کے امتی ہیں؟

کیا اس داستان الم پر قلم نہ اٹھانے والے ادیب اور صحافی' رسول اللہ کے امتی ہیں؟

کیا اس دردناک سانحہ پر چپ رہنے والے ایم پی ایز' ایم این ایز' اور سینیٹرز وغیرہم رسول اللہ کے امتی ہیں؟

آیئے! اپنے دل سے پوچھتے ہیں...... اپنے دماغ سے پوچھتے ہیں...... گریبان میں منہ ڈالتے ہیں...... اور اپنے جسم میں ایمان تلاش کرتے ہیں...... کہ ہمارے جسموں میں ایمان ہے بھی کہ نہیں؟

کسی گنہگار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلہ دیا
کہ جو میرے غم میں گھل گیا اسے میں نے دل سے بھلا دیا
جو جمال روئے حیات تھا جو دلیل راہ نجات تھا
اسی راہبر کے نقوش پا کو مسافروں نے مٹا دیا
تیرے حسن خلق کی اک رمق' مری زندگی میں نہ مل سکی
میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے در و بام کو تو سجا دیا
ترے ثور و بدر کے باب کے میں ورق الٹ کے گزر گیا
مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزا دیا
کبھی اے عنایت کم نظر ترے دل میں یہ بھی کسک ہوئی؟
جو تبسم رخ زیست تھا اسے تیرے غم نے رلا دیا

بقیہ: دجل فریبیاں

رہے' جیسے مسئلہ خلق افعال عباد۔

مقاصد سے مراد مخاطبین کو سبق دینا اور عبرت حاصل کرنا ہے' یعنی وہ مقاصد ہوتے ہیں' جن سے مبدأ و معاش اور فلاح دنیا و آخرت موجود ہو۔ اب بتایئے کہ ان امور کی رعایت کس حد تک ممکن ہے؟ اگر ان تمام مذکورہ بالا امور آپ کی سمجھ سے باہر ہیں اور ہونا بھی چاہئیں تو پھر ہم ایک منصفانہ راہ بتا دیتے ہیں تاکہ ہم پر بزعم خویش کا الزام عائد نہیں کیا جاسکے۔ وہ یہ کہ جو کلام بھی قرآن کے مدمقابل پیش کیا جائے اسے صرف ایک جہت سے یعنی بلاغت و فصاحت کے لحاظ قرآن کے ساتھ موازنہ کرلیا جائے' اس موازنے کی خاطر ان تمام افراد کو شامل کیا جاسکتا ہے جنہیں ادب عربی میں نوبل انعام ملا ہو یا پھر اس لحاظ سے قابل قدر خدمات انجام دی ہوں۔

جس طرح ہم نے شروع میں بتایا کہ انٹرنیٹ پر سور تیں شائع کرکے [illegible] کا دعوٰی نہیں بلکہ توہین رسالت کی [illegible] کوشش ہے۔ ہماری حکام پاکستان [illegible] اور عموماً تمام حکام المسلمین سے پرزور [illegible] ہے کہ اس بات کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے' کوئی غیر متمدن یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ پوری دنیا کے سامنے کسی قوم کے محبوب ترین رہبر' مربی اور مبشر کو رسوا کرنے کی کوشش کی جائے ساتھ ساتھ علماً کرام سے درخواست ہے کہ جس طرح انٹرنیٹ اس طرح کے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا جارہا ہے' خدارا اسے تبلیغ دین کے لئے بھی استعمال کیا جائے' مدارس میں اس کا استعمال عام کرلیا جائے اور باقاعدہ تعلیم بھی دی جائے۔ انٹرنیٹ کا استعمال پوری دنیا میں عام ہوچکا ہے۔ اگر اسی طرح خواب خرگوش کے مزے لوٹے گئے تو وہ دن دور نہیں جب یہ [illegible] اسلام [illegible] لادینی کا سب سے بڑا اور مؤثر ترین ہتھیار بن جائے گا۔

یوم وفات: ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء

شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

رحمت نادر خان چترالی،
جامعہ کراچی

شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ بانگرمؤ ضلع اناؤ میں ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۹ء بروز دوشنبہ اور سہ شنبہ کے درمیانی شب گیارہ بجے اس دنیائے رنگ و بو میں انگریزی ذریت سے بغاوت اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر لے کر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب (خلیفہ مجاز مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی) بڑے پائے کے عالم تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں اللہ داد پور ضلع فیض آباد ٹانڈ میں حاصل کی، یہاں پر آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک سنت پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی یعنی بچپن میں بکریاں چرائیں۔ آپ کی عمر جب تیرا سال کی ہوئی تو آپ کے والد صاحب نے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ ایک ماہر استاد شاگرد کی بے پناہ صلاحیتوں کو بروقت پہچانا۔ اس لئے ابتدائی کتابیں خود پڑھائیں اور اس پر خصوصی توجہ دی، لازمی بات ہے کہ اگر ایک ذہین طالب علم کو ایک ماہر استاد مل جائے اور ماہر استاد توجہ کامل سے محنت کرے تو اس کی قابلیت کی کیا بات ہے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت میں رہتے ہوئے صرف سات سال میں تمام کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی آپ دارالعلوم دیوبند کے ایک ممتاز طالب علم تھے، حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ کرنے سے پہلے چند باتیں اس گلشن کے بارے میں کرنا ضروری ہے جس کے مالی شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ اور پھولوں میں حضرت مدنیؒ چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد:

دارالعلوم دیوبند ۱۸۶۷ء ۱۲۸۳ھ میں ایک چھوٹی سی درس گاہ کی صورت میں عمل میں آیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں فرنگی اقتدار کو زیروزبر کرنے کی خونی جدوجہد میں بزرگان دارالعلوم دیوبند کی پیشروی آزادی ملت اور استخلاص وطن کی تاریخ کا ایک زرین باب ہے۔ دارالعلوم دیوبند دینی یونیورسٹی کے اعتبار سے ایشاء کی سب سے بڑی درس گاہ ہے اس نے ایشاء اور افریقہ کے تاریک سے تاریک مقامات پر اپنے ان پروانوں کے ذریعے اسلام کے چراغ جلائے ہیں اور ظلمت کدوں کو علم کی روشنی سے منور کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ دارالعلوم دیوبند کی ظاہری حیثیت ہے، لیکن اس کی مخفی حقیقت یہ ہے کہ تجربہ گاہ حیات میں مسلمان کے ذہن کو ریاضت و عبادت کی تیز آنچ میں تپاکر کندن بناتا ہے اور اس کی یہ حیثیت قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر آج تک جاری رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اور اس دینی درس گاہ کے وہ انقلابی علما جو انگریزی ذریت کے خلاف ساری زندگی برسرپیکار رہی ان میں سے حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ سرفہرست نظر آتے ہیں۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا خاندان:

آپ کا خاندان چار سو سال سے ضلع فیض آباد قصبہ ٹانڈ میں آباد تھا، خاندان والوں کا پیشہ زمینداری اور پیری مریدی تھا۔ شاہان دہلی مغلیہ خاندان کے ابتدائی بادشاہوں نے یا ان سے پہلے بادشاہوں نے ان کے خاندان کو چوبیس گاؤں دیئے تھے۔ ۱۸۰۷ء تک تیرا رہ گئے تھے۔ اس جنگ کے بعد ہندو راجہ نے ان سب پر قبضہ کرلیا۔ بے شمار خزانے اور مال لوٹا، اور صرف دو گاؤں ان کے پاس رہ گئے اس کے بعد والد صاحب نے حجاز کا ارادہ کرلیا اس وقت حضرت مدنیؒ بھی تعلیم سے فارغ ہوچکے تھے اور حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی خدمت میں رہ کر کچھ مراحل سلوک طے کرچکے تھے۔

قیام مدینہ:

آپ کے والد ماجد نے مدینہ پہنچ کر فرمایا کہ میں ہجرت کی نیت سے مدینہ آیا ہوں اور آپ زیارت کی نیت سے مدینہ آئے ہیں اب آپ کو اختیار ہے کہ واپس چلے جاؤ، لیکن کسی نے بھی آپ کو اکیلا چھوڑ کر جانا پسند نہیں کیا۔ ابھی ان کے لئے گزر بسر کا مسئلہ تھا لہٰذا حضرت مدنیؒ کے والد ماجد نے ایک دکان پرچون کی کرلی لیکن ان کے ذریعے سے آمدنی کم ہوئی تھی۔ اس وجہ سے حضرت مدنیؒ نے نقل کتب کا مشغلہ اپنایا۔ چونکہ اس وقت مدینہ میں صرف دو کتب خانے تھے ایک "محمودیہ" اور دوسرا "شیخ الاسلام" ان

میں بہت ساری قلمی کتب موجود تھیں ان کو نقل کرکے معاوضہ لیتے تھے اسی دوران مدینے کے مشہور معمر عالم مولانا شیخ آفندیؒ سے عربی ادب کی کتابیں خود بھی پڑھتے تھے اور درس قرآن بھی دیتے تھے۔ ان سب مصروفیات کے باوجود تھوڑا سا وقت نکال کر نقل کتب کا کام کرتے اور گزارہ کرتے تھے اسی اثنا میں ہندوستان سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا پیغام پہنچا کہ آپ اپنے بڑے بھائی محمد صدیق کے ہمراہ چند دنوں کے لئے ہندوستان آجائیں۔ یہ پیغام سن کر بے حد خوش ہوئے اور تمام مشکلات کے باوجود سب کچھ چھوڑ کر یہ حضرات ہندوستان میں حضرت گنگوہیؒ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت گنگوہیؒ نے ایک دن عصر کے وقت تمام مجمع کے سامنے ان دونوں حضرات کو دستار فضیلت پہنائی اس وقت حضرت مدنیؒ کی عمر بائیس سال تھی اور کچھ عرصے دیوبند میں اپنے شیخ حضرت مولانا محمود الحسنؒ کے پاس گزار کر دوبارہ حجاز کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ پہنچ کر دوبارہ اپنا سلسلہ درس شروع کیا شروع میں آپ کے درس میں شریک لوگوں کی تعداد بہت کم تھی' لیکن کچھ دنوں کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ مقام عطا فرمایا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ آپ کے درس میں لوگ بیٹھتے تھے اور اسی طرح دوسرے درس کے حلقے ماند پڑ گئے اور حضرت مدنیؒ نے صبح سے شام تک بڑی بڑی کتابوں کے درس دیتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ سال کا طویل عرصہ گزر گیا اس وجہ سے آپ کو شیخ الحرم کا لقب بھی دیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت مدنیؒ نے درس کو ملتوی فرماکر پھر ہندوستان تشریف لے آئے یہ وہ زمانہ تھا کہ انقلابی تحریکیں اپنے شباب پر تھیں۔ شیخ الاسلام و شیخ الحرم نے سیاست میں حصہ لیا اور بڑے بڑے اجتماعات میں حصہ لیا پھر ۱۳۲۹ھ میں دوبارہ حضرت شیخ الاسلامؒ مع اپنے اہل خانہ مدینہ پہنچ گئے اور درس کا آغاز کیا۔ آپ کا درس بہت زیادہ مقبول ہوا اور آپ کو شیخ العرب والعجم کے لقب سے نوازا گیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کی حجاز میں تشریف آوری اور حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی زندگی کا آغاز:

۱۳۳۱ھ سے ہی حضرت شیخ الہندؒ اور آپ کے خدام انگریز کے خلاف انتہائی طریق پر متحرک تھے اور حکومت برطانیہ کا تخت الٹنے کی کوشش جاری تھی۔ حاجی ترنگزئی صاحب جہاد کا اعلان کرچکے تھے باغستان کے سرحدی قبائل پر ہر وقت انگریزوں سے برسرپیکار تھے' ایران کی سرحد پر طوفان برپا تھا' ترکی اعلان جنگ کرنے والا تھا' جرمنی پوری تیاری سے آگے بڑھ رہا تھا دنیا والوں کو یقین تھا کہ کسی وقت بھی جنگ چھڑ سکتی ہے۔ ان حالات میں شیخ الہندؒ نے اپنے خاص حضرت مدنیؒ کو ۱۳۳۱ھ میں سفر حجاز کی ہدایت فرمادی اور حضرت شیخ خود ہندوستان سے رخصت ہوئے۔ مکہ معظمہ سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ کر درس شروع فرمایا۔ اس وقت حجاز میں سیاسی سازشیں شروع ہوئیں اور ملک کی فضا کچھ اچھی نہ رہی اس لئے حضرت شیخ الہندؒ بھی حجاز مقدس کی طرف اپنے سیاسی مصالح کی بنا پر تشریف لے گئے اور شیخ الحرم کے مکان میں قیام فرمایا ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہند کی تحریک میں حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے عملی حصہ لیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کا ہندوستان سے مدینہ منورہ جانا پھر حجاز مقدس جانا ایک اہم مشن تھا اور برطانیہ کو بھی یقین ہوگیا تھا کہ شیخ الہندؒ اور شیخ الاسلامؒ اسلامی ممالک کو برطانیہ کے خلاف جنگ کے لئے تیار کردیں گے اس لئے خفیہ پولیس بھی لگادی گئی تھی۔ اسی دوران حاکم حرمین "شریف حسین" نے بغاوت کرکے ترکوں کے ساتھ اعلان جنگ کردیا اور ایک سازشی فتوے کے سبب ان حضرات کو گرفتار کرکے انگریزوں کے حوالے کیا۔

شیخ الہندؒ اور شیخ الاسلامؒ کی گرفتاری:

۱۳۳۵ھ میں شریف حسین نے ایک فتوے پر دستخط کرنے کے لئے ان حضرات کے پاس روانہ کردیا جس میں ترکوں کی تکفیر کی گئی تھی۔ ان حضرات نے دستخط کرنے سے صاف انکار کردیا اور کہا کہ آج اگر دستخط کیا تو دیانت کی خیر نہیں اس طرح ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو یہ اسیران انتہائی تکلیف دہ حالت میں مصر روانہ کردیئے گئے جہاں پر ان کو ایک خاص سیاسی قید خانہ میں رکھا گیا۔ اس کے بعد ان کو مالٹا کی جیل میں بھیج دیا گیا حضرت سید حسین احمد مدنیؒ بغیر کسی جرم کے اپنے استاد کی خدمت میں اپنی خوشی سے جیل گئے اور جیل میں بھی استاد کی وہ خدمت کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ ان حضرات کو اتنی سخت سردی میں رکھا گیا تھا کہ وضو کا پانی تک برف میں جم جاتا۔ حضرت مدنیؒ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر ذکر و اذکار کے بعد لوٹے میں پانی لیکر اپنے سینے کے ساتھ لگاکر صبح کرتے اور اپنے استاد کو وضو کے لئے دے دیتے تھے۔ استاد محترم کی خدمت اور دین متین کی فکر کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مدنیؒ کو جیل میں اسیری کی حالت میں صرف ایک مہینے میں قرآن پاک کی حفظ کی دولت نصیب فرمائی اور اللہ پاک نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا کہ انگریزوں کے دلوں میں آپ کا خوف طاری ہوا تھا جس کی وجہ سے انگریزوں کو مجبوراً ہندوستان چھوڑنا پڑا۔ برطانیہ پہنچ کر بھی ان کی نیندیں حرام ہوگئی تھی۔ ۲۷ دن میں قرآن پاک حفظ کرنا اور ہر مشکل میدان میں ثابت قدمی کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کرنا اللہ پاک کی نعمت اور حضرت استاد محترم کی خاص دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

اسیران مالٹا کی رہائی:

جنگ عظیم کے اختتام پر ۱۳۳۸ھ ۱۲ مارچ ۱۹۲۰ء کو تین سال کی قید بامشقت کے بعد ان حضرات کو رہا کردیا گیا کچھ دنوں تک مصر میں قیدیوں کے کیمپوں پر میں رکھنے کے بعد بمبئی لاکر رہا کردیئے گئے۔ مالٹا میں اس وقت مختلف قسم کے تین ہزار قیدی تھے یہ حضرات جب جیل سے رہا ہوئے تو قیدیوں کی ان حضرات کے ساتھ والہانہ عقیدت سے انگریز حیران ہوگئے کہ اس طرح عقیدت اور محبت کسی بڑے سے بڑے لیڈر کے ساتھ نہیں ہوتا ان بوریہ نشینوں میں کیا رکھا ہے یہ حضرات دہلی سے ہوتے ہوئے دیوبند تشریف لائے اس وقت تین جماعتیں انگریزوں کے ساتھ برسرپیکار تھی (۱) کانگریس' (۲) خلافت کمیٹی' (۳) جمعیت علمائے ہند ان تینوں جماعتوں نے ان حضرات کو شیخ الاسلامؒ اور شیخ الہندؒ کی قیادت میں تمام ملک میں انگریزوں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کیا جو اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اب انگریزوں کی خیر نہیں۔ لیکن قسمت کا فیصلہ یہ ہوا کہ حضرت شیخ الہندؒ بیمار ہوئے اور ہر ممکن علاج کے باوجود صحتیاب ہونے کی صورت سامنے نہ آئی' آخر کار ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو اس دنیا سے پرواز کرگئے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی وفات سے پہلے حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ترک موالات کے متاثر طلبا کے لئے جدید مدرسہ بنایا اور حضرت سے ایک ماہر استاد مانگا جس پر حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے شاگرد خاص حضرت مدنیؒ کو اس کے لئے منتخب کیا۔ حضرت مدنیؒ وہاں سے روانہ ہوئے لیکن استاد محترم نے حضرت مدنیؒ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور ہاتھ سر پر رکھا اور درد بھری دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا' حضرت مدنیؒ کو کلکتہ پہنچنے سے پہلے معلوم ہوگیا کہ حضرت شیخ الہندؒ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مدنی فوراً واپس لوٹے لیکن جب دیوبند پہنچے تو لوگ حضرت شیخ الہندؒ کو سپرد خاک کرچکے تھے۔ ساری زندگی استاد کی خدمت کے باوجود آخری وقت میں استاد کی خدمت سے محروم رہا۔ لیکن آخری وقت میں بھی استاد ہی کے حکم سے روانہ ہوئے تھے' پھر جب واپسی کا ارادہ کیا تو دارالعلوم کی انتظامیہ نے آپ کو روکنے کی کوشش کی کہ آپ دارالعلوم دیوبند میں خدمت سرانجام دیں' لیکن حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ جب استاد محترم نے اپنی زندگی ہی میں مجھے جانے کا حکم دیا ہے تو اب اس کی وفات کے بعد اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرسکتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ کلکتہ روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے' چونکہ اس وقت ملک کی حالت ایسی نہ تھی کہ سکون کے ساتھ درس و تدریس کرسکے پوری قوم نے آپ کو حضرت شیخ الہندؒ کا جانشین مقرر کیا تھا اور آپ نے صحیح جانشینی کا ثبوت دیا۔ اور ہندوستان کی تحریک آزادی کی ذمہ داریوں کو شیخ الہندؒ کی طرح سنبھال لیا اور شیخ الہندؒ کی طرح کانگریس' خلافت کمیٹی' جمعیت علمائے ہند کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اگرچہ مالٹا سے رہائی کا زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا وطن کا یہ سرفروش رہنما پھر وطن کی آزادی کی خاطر قربانی کے لئے تیار تھا چنانچہ ۸ تا ۱۰ جولائی ۱۹۲۱ء کو کراچی میں خلافت کانفرنس ہوئی جس میں حضرت شیخ مدنیؒ نے تجویز پیش کی کہ انگریز فوج میں بھرتی ہونا اس برٹش گورنمنٹ سے تعاون کرنا حرام و ناجائز ہے۔ یہ اعلان تحریر اور تقریر کے ذریعے عوام تک پہنچایا گیا ہر ایک فرد کو معلوم تھا کہ اب گرفتاری لازمی ہے اس جرم میں حضرت مدنی اور ان کے رفقاء کو گرفتار کرکے کراچی میں مقدمہ چلایا گیا۔

حضرت شیخ الاسلام کی گرفتاری اور مقدمہ کراچی:

حضرت شیخ الاسلام کا یہ فتویٰ برطانوی حکومت کی جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا' اس جرم کی پاداش میں حضرت مدنیؒ کو گرفتار کرکے انگریز آفیسر بھاری پولیس کی معیت میں ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کے شام کو دارالعلوم دیوبند پہنچا اور حضرت مدنیؒ کو گرفتار کرنا چاہا لیکن لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنا کاروبار بند کرکے حضرت مدنیؒ کے مکان پر پہنچ گئے اور عوام کا اتنا جوش و خروش تھا کہ لوگوں نے مشتعل ہوکر انگریز آفیسر کو قتل کرنے کی تیاری کی لیکن حضرت مدنیؒ جو شعلے عوام کو اپنی نصیحت کا ٹھنڈا جام پلاکر سرد کردیا اور حکومتی آفیسر کو واپس جانا پڑا لیکن رات کے وقت بھاری فورس گورکھا وغیرہ لاکر حضرت مدنیؒ کو گرفتار کردیا گیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۲۱ء کو خالق دینا حال کراچی میں حضرت شیخ کی مقدمے کی سماعت شروع ہوگئی حضرت نے عدالت کے روبرو تاریخی بیان دیا جو ہندوستان کی سیاسی عملی اور ادبی تاریخ میں ایک عظیم مقام رکھتا ہے حضرت شیخ کے بیان سے ہال میں عجیب کیفیت پیدا ہوگئی سب فیصلہ کرنے والے حضرت مدنیؒ کا منہ تک رہے تھے ہر آدمی بلاخوف حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ مرحبا جزاک اللہ یہ تیرا کمال ہے کہ تلوار کے سائے میں حق کی صدا بلند کررہا ہے' حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ مجسٹریٹ صاحب ہمیشہ سے مذہب اسلام کا یہی فیصلہ ہے اور اٹل ہے اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا یہ ہمارے خدا اور رسول کا حکم ہے اس کی اشاعت کو روکنا ہمارے مذہب میں کھلی مداخلت ہے۔ مجسٹریٹ نے کہا کیا اس کی اشاعت کا یہی وقت تھا' حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب مریض کی حالت سخت ہوتی ہے تو طبیب دوا اور پرہیز میں سختی کرتا ہے۔ آج مسلمانوں کی یہی حالت ہے اس طرح علما کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر اس کو

سنبھالنے کی کوشش کرے اس طرح حضرت نے طویل تقریر فرمائی' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت مدنیؒ کو گرفتار کرکے جج کے سامنے پیش کیا گیا تو انگریز جج نے کہا کہ مدنی کہاں گیا تیرا خدا جلسوں میں چیختے ہو آج بندھے پڑے ہو۔ حضرت مدنیؒ کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا حضرت مدنیؒ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور اللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا تو ہتھکڑیاں ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ فرمایا کہ میرا رب اب بھی میرے ساتھ ہے' اس جج نے کہا کہ مدنیؒ کیا آپ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے؟ حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میں نے صرف کہا نہیں تھا کہہ رہا ہوں جب تک جسم میں ایک قطرہ خون موجود ہے کہتا رہوں گا کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہونا وغیرہ کفر ہے۔ اس جج نے کہا کہ مدنیؒ تمہیں پتہ ہے کہ اس جرم کی سزا کیا ہے؟ حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ مجھے پتہ ہے کہ اس جرم کی سزا پھانسی ہے اور سفید کپڑا اپنے پہلو سے نکال کر فرمایا میں نے اپنا انتظام کر رکھا ہے۔ جب میں دیوبند سے نکلا تھا اپنا کفن اپنے ساتھ لے کر نکلا ہوں اس طرح یہ مقدمہ دو دن مسلسل چلتا رہا۔ دوسری دلیل حضرت مدنیؒ نے یہ دی کہ مسٹر چرچل اور وزیر اعظم انگلستان اس جنگ کو صلیبی جنگ کہا ہے اب ایسی حالت میں صاف صاف کہتا ہوں کہ جو بھی عیسائیت کا ساتھ دے گا وہ گناہ گار نہیں بلکہ کافر ہو گا۔ یہ آخری فقرہ سن کر لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے اور بلا خوف عدالت پولیس اور فوج حسین احمد مدنیؒ زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے ہر شخص خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان بے چین و بے قرار نظر آرہا تھا اسی وقت حضرت مدنیؒ کی جرات مندانہ کلمات سن کر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؒ ایک قدموں میں گرے پاؤں کو بھوسہ دیا اور ان لفظوں میں خراج عقیدت پیش کیا کہ "جو جرات میں نے آج آپ میں دیکھی ہے آج تک کسی مجاہد میں نہیں دیکھی اور نہ کسی سے سنا ہے۔"

حضرت مدنیؒ ایسی شخصیت کے مالک تھے جن کو انگریز کے دیوہیکل قید خانے خوف زدہ نہ کر سکے۔ اس جذبہ حب الوطنی اور جرات ایمانی کے سامنے فرنگی سامراج کے تمام ہتھکنڈے بے کار ثابت ہوئے اور یہ حسینی چراغ حالات کے تند و تیز آندھیوں کے سامنے بھی ضیاء پاشی کرتا رہا۔ یکم نومبر ۱۹۲۱ء کو اس مقدمے کا فیصلہ سنایا گیا۔ فوج میں بغاوت پھیلانے کے الزام سے ان حضرات کو بری قرار دیا گیا اور تعزیرات ۵.۵ اور ۹.۱ کے تحت دو سال قید بامشقت کا حکم سنایا گیا پھر حضرت مدنیؒ کو سابرمتی جیل بھیج دیا گیا دو سال جیل میں گزارنے کے بعد رہائی ہوئی تو خاموشی کے ساتھ رات کو تنہائی میں دیوبند پہنچ گئے اور جلوس نکالنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ جلوس وہ لوگ نکالتے ہیں جو جیتتے ہیں ہم ہارے برطانیہ جیتا۔ پھر جلوس کہاں کے

باقی آئندہ

جبار کارپٹس

ڈیلرز

☆ زینت کارپٹ ☆ مون لائٹ کارپٹ ☆ نیر کارپٹ

☆ ثمر کارپٹ ☆ وینس کارپٹ ☆ اولمپیا کارپٹ

مساجد کے لئے خاص رعایت

۴۔ این آر اے نیوز حیدری پوسٹ آفس
بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

Phone : 6646888-6647655
Fax : 092-21-5671503

ایس اے ساجد

مجلس تحفظِ ختم نبوت چیچہ وطنی کی ڈائری

ختم نبوت سیرت النبی علیہ الصلوۃ والسلام کا روشن ترین باب ہے۔ سو آیات قرآنی اور دو صد احادیث نبوی میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام و دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ رسالت و نبوت میں مشترک ہیں لیکن ختم نبوت میں دیگر رسل و انبیا علیہم السلام سے منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ کی ختم نبوت کی بنا پر ہی یہ بات حرف آخر ہے کہ آپ کی کتاب بھی آخری' آپ کی شریعت بھی آخری اور آپ کی امت بھی آخری امت ہے۔ دور نبوی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بازار سے تورات کے چند اوراق ملے تو خوشی خوشی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش کئے۔ تاجدار ختم نبوت نے سخت غصہ کے عالم میں فرمایا "اگر آج خود صاحب تورات بھی ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کو کوئی چارہ نہ ہوتا۔" قرب قیامت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی حیثیت نبی تشریف نہیں لائیں گے۔ (بلکہ امتی ہوں گے اس لئے کہ ان کی نبوت کا زمانہ گزر چکا) فرمان نبوی ﷺ ہے "میرے بعد تیس دجال کذاب آئیں گے جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے لیکن خبردار میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔" دور نبوت میں ہی اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا جسے فوراً جہنم رسید کر دیا گیا۔ تاجدار ختم نبوت کے دنیا سے تشریف لے جانے کے فوراً بعد ہی عہد صدیقی میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ فوراً ہی بالاتفاق تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھرپور جنگ کے ذریعہ اس کو قتل کیا اور بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم نے تحفظ ختم نبوت کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ صرف ختم نبوت کا واحد مسئلہ ہے کہ جس پر امت میں سب سے پہلے اتفاق کیا گیا اس لحاظ سے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بانی اول تحریک تحفظ ختم نبوت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کے بعد وقتاً فوقتاً جھوٹے مدعیان نے نبوت کے دعاوی کئے تمام تر فوراً ہی پسپا ہوتے رہے۔ گزشتہ صدی میں برصغیر کی سرزمین پر انگریز کے خود کاشتہ پودے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے جنم لیا۔ اس کی جھوٹی نبوت کی عمر نسبتاً زیادہ ہے جس کی وجہ انگریز کی پشت پناہی تھی۔ انگریز کی گود میں ہی پرورش پائی' اس کی گود میں ہی شباب گزارا۔ پاکستان کے قیام کے وقت یہ فتنہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا تھا۔ جس کی سزا آج تک غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے باوجود اس اسلامی ریاست کے باسیوں کو بھگتنا پڑ رہی ہے۔ آئین کا تقاضا تو یہ تھا کہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد دیگر اقلیتوں کی طرح قادیانی بھی خود کو غیر مسلم اقلیت خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔

حکومتی حلقوں میں کلیدی عہدوں پر براجمان ہونے کی وجہ سے ہر حکومت وقت کو اس غیر مسلم اقلیت کے سامنے گھٹنے ٹیکنا پڑتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اندرون و بیرون ملک خالصتاً عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو قادیانیت کا تعاقب کرنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ محنت کرنا پڑ رہی ہے کیونکہ قادیانی ایجنٹ صیہونی طاقتوں کے گٹھ جوڑ سے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے ناکام منصوبہ کو عملی شکل پہنانے میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں' جس کی عکاسی مرزا طاہر کے آئے دن بیانات سے ہوتی ہے۔ الحمد للہ چیچہ وطنی جو اب چھوٹے سے قصبہ سے پنجاب کے عین وسط میں ضلع ساہیوال کی تحصیل بن چکا ہے جہاں دیگر وجوہ کی بنا پر متعارف ہے وہاں اس تعارف نے چیچہ وطنی کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے کہ چیچہ وطنی ختم نبوت کا شہر ہے۔ چیچہ وطنی کو ختم نبوت کے امیر اول امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم سے قبل ہی اپنی زندگی کے قیمتی لمحات میں سے وقت نکال کر وقتاً فوقتاً درس ختم نبوت دے کر چیچہ وطنی کو ختم نبوت کا ایسا پروانہ بنا دیا کہ مضافات چیچہ وطنی میں ۳۰/۱۱' ایل اور ۶/۱۱' ایل وغیرہ میں قادیانیوں کی کثیر آبادی ہونے کے باوجود جن میں چند جاگیردار خاندان جیسے بھی ہیں الحمد للہ اسلامیان چیچہ وطنی ان کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی پھونکی ہوئی روح کا ثمرہ ہے کہ شاید ہی پاکستان میں کوئی ایسا شہر ہو کہ جس میں شہدائے ختم نبوت کے مقدس نام پر چوک ہو۔ الحمد للہ عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ چیچہ وطنی کی گہری عقیدت اس کی عکاسی کرتی ہے کہ شہر چیچہ وطنی کا مرکزی چوک بلدیہ کی طرف سے شہدائے ختم نبوت کے نام پر منظور شدہ ہے' جس کا

ساتھ نام فوارہ چوک تھا اس کے ساتھ ساتھ چیچہ وطنی کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ بانی اول تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر بخاری چوک بھی بلدیہ کی طرف سے منظور شدہ ہیں اور ان ناموں پر بورڈ آویزاں ہیں۔ یہاں اس کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ چیچہ وطنی تحفظ ناموس عظمت صحابہ رضی اللہ عنہ میں بھی منفرد حیثیت رکھتا ہے کیونکہ خلفائے راشدینؓ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ چوک میں بلدیہ کی طرف سے منظور شدہ ہیں اور ہر چوک میں ان کے اسمائے مقدسہ کے بورڈ نصب ہیں۔

چیچہ وطنی کی آبادی کی سب سے قدیم جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ عرصہ دراز سے منسلک ہے۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ نے زندگی اس جامع مسجد کی خطابت میں گزاری اور اہلیان چیچہ وطنی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ اس مسجد کی توسط کی بنا پر چرم ہائے قربانی مدتوں سے علاوہ زکوٰۃ اور صدقات کی شکل میں ہزاروں کی تعداد میں تعاون کرتے ہیں۔ غلہ منڈی کے اندرون مشرقی گیٹ کے قریب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر موجود ہے جہاں سے ہر سال جماعت کی طرف سے کثیر تعداد میں ختم نبوت اور رد قادیانیت پر مبنی لٹریچر ہر سال مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

موجودہ باڈی کے ممبران ان کی تفصیل اس طرح ہے:

صدر: مولانا حافظ عبدالغنی، سیکریٹری: مولانا قاری زاہد اقبال، ناظم اطلاعات: بلال بٹ، ناظم تبلیغ: مولانا عبدالباقی، خزانچی: حاجی محمد ایوب۔

جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ میں امسال پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۴ نومبر کو بعد نماز عشاء حسب سابق منعقد ہوئی۔ کانفرنس ہذا کے ذریعہ ہر سال اہلیان چیچہ وطنی کو پیغام ختم نبوت فراہم کرکے بیدار رکھا جاتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خان محمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی پیرانہ سالی کے باوجود سالانہ کانفرنس کی سرپرستی کرتے ہیں۔ چیچہ وطنی کے علاوہ مضافاتی اضلاع سے کثیر تعداد میں شہر کا پیغام ختم نبوت سے بہرہ ور ہوتے ہیں، ہر سال کی طرح اس کانفرنس میں نامور مذہبی شخصیات نے اپنے بیانات سے مستفید کیا۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے رہنما مولانا محمد لقمان علیپوری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے علاوہ سپاہ صحابہؓ کے مرکزی رہنما مولانا محمد احمد لدھیانوی و دیگر علماء کرام نے خطاب فرمایا۔

O

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

آسمانوں کی زینت ستارے، خواتین کی زینت زیورات

ستارا جیولرز

صراف بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲ — فون نمبر: ۲۵۰۸۰۰۷

AL-ABDULLAH JEWELLERS

العبداللہ جیولرز

GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS

Shop NO. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phon : 7512251

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

قسط 2

مغرب میں نورِ اسلام کا غلبہ

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہفتہ کے دن جنگل میں لکڑیاں چننے والے کو قتل کا حکم دیا (دیکھئے کتاب گنتی ۱۵: ۳۵)

☆ اسی طرح داؤد نبی علیہ السلام کے سامنے نابال نے ان کی توہین کی مگر اس کی بیوی ابیجیل نے منت سماجت کر کے معافی دلوا دی' مگر چند دن بعد وہ بھی قہر الٰہی میں مردود ہو گیا' یہ شرعی سزا ہے توہین انبیا کی جس کے خلاف آج مساوی دنیا کے عیسائی یہودی اٹھ کھڑے ہوتے کہ پاکستان نے یہ قانون کیوں بنایا حالانکہ ان کی کتاب میں یہ حکم نہایت صراحت و وضاحت سے موجود ہے حتیٰ کہ ایک مرتبہ برطانیہ میں یہود نے حضرت مسیحؑ کی فاحشہ عورت کے ساتھ ننگی فلم بنائی جس کے خلاف پہلے مسلمانوں نے ہی احتجاج کیا اور وہ فلم بند کرا دی گئی خود ان کی ملکوں میں توہین مسیحؑ کا قانون موجود ہے' مگر پاکستان میں یہ اتفاقی قانون ان کو کھٹکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود دانستہ یہ حرکت بد کرنا ہوتی ہے۔ افسوس صد افسوس' جرمن کا چانسلر آکر یہی قانون کو ختم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ امریکی کلنٹن کہتا ہے پادریوں کے تمام گروپ پاکستانی ہوں یا یورپین وہ اپنی کتابوں سے اندھے بن کر ہمیں احتجاج بلند کر کے دھمکی دیتے ہیں کہ اس قانون کو ختم کرو۔ ہماری متوقع سربراقتدار آنے والی پارٹی سے معاہدے کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک حمایت کریں گے جب تم اس قانون کو ختم کرنے کا وعدہ کر لو۔ اب برطانیہ کے ۴۷۰ پادریوں نے پندرھویں ترمیم (نفاذ شریعت) کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ گویا ان کا کام یہی رہ گیا ہے۔

ناظرین کرام! اس سے بڑھ کر ناانصافی کیا ہو سکتی ہے کہ رحمت کائنات ﷺ جو واقعی رحمت کائنات ہی تھے' ان کی عزت و حرمت کے خلاف یہ ہڑبونگ کیوں مچ رہی ہے؟

بتایا جائے کہ رحمت کائنات ﷺ نے آپ کے کونسے حقوق پامال کئے تھے' عیسائیوں کا کیا یہود کی طرح آپ نے تمہارے خلاف کوئی ضابطہ دیا؟ کہ عیسائیوں کی جانی مالی اور آبرو کی بے حرمتی کرو۔ ان کے گرجے گرا دیئے جائیں' ان کے مذہبی رہنما' بچے' عورتیں ذبح کر دی جائیں یا بلاوجہ غلام بنالی جائیں' ان کے بھوکے بیماروں کو ترستا چھوڑ دو؟ ایسی کوئی ایک شق بھی اسلام میں دکھلاؤ' جب کوئی نہیں تو جرائم کس بنا پر آپ رحمت کائنات ﷺ سے اس عداوت کا نامعقول اظہار کر رہے ہو؟ انسانی حقوق تو وہی جو اوپر بیان ہوئے یہ رحمت کائنات ﷺ کی توہین کس ظالم انسانی حقوق میں شامل ہے؟ تمہاری کتاب میں کسی قوم کے معظم و محترم کا احترام واجب ہے اس کی عزت و احترام کرو حتیٰ کہ اسی جرم میں پولوس کو تھپڑ بھی پڑے تھے جس پر اس نے معذرت کر لی۔ (کتاب اعمال ۲۳) یہ تو صرف ایک کی بے حرمتی کی سزا تھی' مگر امت کے آقائے نامدار ﷺ کی بے حرمتی کی سزا قتل نہ ہو گی تو کیا ہو گی؟

لہٰذا ہم عیسائی قوم کو برملا آگاہ کرتے ہیں کہ اپنی اس حرکت بد سے باز آ کر اپنی کتاب مقدس کے مندرجات پر غور کرو کہ امن کا تقاضا کیا ہے؟ تمہیں تو اس قانون کو دل و جان سے قبول کر لینا چاہئے تھا۔ محض شرارت تو کوئی معقول حرکت نہیں باقی رہا کسی قانون کا غلط استعمال تو اس کے متعلق کسی بھی قانون کے متعلق اس زمانہ میں دنیا کے کسی بھی حصہ میں صحیح استعمال کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ ذرا اپنے کرتوت ہی دیکھئے کہ نیو ورلڈ آرڈر پر کتنا عمل کر رہے ہو؟ اقوام متحدہ کے ضابطوں پر کتنا عمل کر رہے ہو' تو بھائیو! قانون کو چلانے والے جب دیانتدار اور غیر جانبدار نہ ہوں تو ایسا ہی ہوتا ہے' مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا سے تمام قوانین ہی ختم کر دیئے جائیں بلکہ ان کے صحیح استعمال کا سوچنا چاہئے۔ اللہ کریم تمام بنی نوع انسان کو عقل سلیم اور فکر صحیح بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نتیجہ! یہ ایک کائناتی حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان کا ڈنکا دنیا کے کونے کونے میں عنقریب بجنے والا ہے۔ آپ کا کامل اور دائمی دین عنقریب تمام کائنات کو اپنے سایہ رحمت میں لینے والا ہے۔ (سورہ یونس کی آیت ۵۲ دیکھو) اس کی فطری پیش رفت کو کوئی طاقت بریک نہیں لگا سکتی۔ لہٰذا سلامتی اسی میں ہے کہ تم اس مینارہ نور کی طرف جلدی سے جلدی لپکو تاکہ تم اپنی بدبختی سے بچ کر نجات و کامیابی اور سعادت دارین حاصل کر سکو۔

آخری بات! دشمنان نے وحدت ادیان کا شوشہ چھوڑا ہے' مگر نتیجہ انشاءاللہ صفر ہو گا' ضرور ہو گا کیونکہ اول تو اسلام کی فطری قوت اور استعداد میں اتنا ہے کہ ایسا ہو نہیں سکے گا' انشاءاللہ ہرگز نہ

باقی صفحہ ۱۲ پر

دانت دُرست "تن" دُرست
MISWAK
Hamdard
PEELU TOOTHPASTE
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحت کے لیے انتہائی موثر نباتاتی
مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
اچھی صحت کا دارو مدار صحت مند دانتوں پر ہے۔ اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذتوں سے لُطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے۔ ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دار چینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ "مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔
سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ
مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
مسواک کے قدرتی خواص صحتِ دنداں کی مضبوط اساس
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ: تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
Adarts-HMPT-22/95

سید ریحان زیب 'کوئٹہ

قسط 2

قادیانی غیر مسلم کیوں؟

محرکین قرارداد

مولانا مفتی محمودؒ' مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری' مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر غفور احمد' مولانا سید محمد رضوی' مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)' چوہدری ظہور الٰہی' سردار شیر باز خان مزاری' مولانا محمد ظفر احمد انصاری' عبدالحمید جتوئی' صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری' محمود اعظم فاروقی' مولانا صدر الشہید' مولانا نعمت اللہ' عمرہ خان' مخدوم نور محمد' غلام فاروقی' سردار مولا بخش سومرو' سردار شوکت حیات خان' حاجی علی احمد تالپور' حاجی راؤ خورشید علی خان' رئیس عطا محمد خان۔

نوٹ بعد میں حسب ذیل اراکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے:

نوابزادہ محمد ذاکر قریشی' غلام حسن خان' کریم بخش اعوان' صاحبزادہ محمد نذیر سلطان' مہر غلام حیدر بھروانہ' میاں محمد ابراہیم برق' صاحبزادہ صفی اللہ' صاحبزادہ صفی اللہ خان شنواری' ملک جہانگیر خان' عبدالسبحان خان' اکبر خان مہمند' میجر جنرل جمالدار' حاجی صالح خان' عبدالمالک خان' خواجہ جمال محمد گریجہ' محمود علی قصوری' مخدوم طالب المولیٰ' خان عبدالولی خان' عبدالخالق خان' ڈاکٹر محمد شفیع' حاجی غلام رسول' دریا خان' ملک ظفر خان' سعید الرشید عباسی' غلام سلیمان تونسوی' چوہدری جہانگیر علی' سید رفیق محمد' بیگم جعفر' قاضی موسیٰ' جناب اور نگزیب۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے دو مہینے میں ۲۸ اجلاس اور ۹۶ نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ممبران قومی اسمبلی کو "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی کتاب پیش کی گئی۔ جبکہ قادیانیوں اور لاہوریوں نے اپنے اپنے موقف میں لٹریچر تقسیم کیا۔ قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پر گیارہ روز میں ۴۲ گھنٹے جرح کی گئی اور لاہوری شاخ کے امیر صدر الدین پر ۷ گھنٹے جرح کی گئی۔ دوران جرح مرزا ناصر کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے' وہ اوٹ پٹانگ باتیں کرتا' گھبراہٹ میں بار بار پانی مانگتا اور کبھی لاجواب ہو کر بالکل ساکت ہو جاتا۔ ذیل میں ہم قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ اور مرزا ناصر میں ہونے والی گفتگو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں' جس کی روداد مولانا مفتی محمودؒ نے ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں سنائی تھی اور یہ روداد بہت سے رسائل میں شائع ہو چکی ہے۔

پہلا سوال: ہم نے ان سے کہا آپ مرزا صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ وہ کون تھے؟

اس نے جواب میں کہا "وہ امتی نبی تھے امتی نبی"

اس سے پوچھا "امتی نبی کسے کہتے ہیں؟"

اس نے کہا "جناب نبی کریم ﷺ کی امت میں سے کوئی فرد آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے جب نبوت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع سے آپ کی امت ہی کا ایک فرد' تو اسے امتی نبی کہتے ہیں یہ مقام انہیں حاصل تھا۔"

اس سے پوچھا "کیا مرزا صاحب سے پہلے تیرہ سو سال میں اسلامی ادوار میں کوئی شخص اور بھی امتی نبی بنا ہے؟ آخر تیرہ سو سال گزرے اور امتی نبی جب بن سکتا ہے کوئی شخص ان کے بعد آپ کے خیال میں تو کوئی اور بھی بنا؟"

اس نے کہا "نہیں کوئی نہیں"

ہم نے کہا "حضرت صدیق اکبرؓ جو افضل الامت بالعد انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل..... وہ بھی کیا آپ ﷺ کی اتباع سے اس مقام کو حاصل کر چکے تھے یا نہیں؟"

اس نے کہا "نہیں وہ بھی امتی نبی نہیں تھے"

حضرت عمر فاروق ؓ جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب کیا وہ بھی امتی نبی تھے؟

اس نے کہا "نہیں۔"

حضرت عثمان غنیؓ؟

کہا "نہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ؟

کہا "نہیں۔"

اب جو سنی ممبر تھے وہ اس سے متاثر ہوئے کہ اچھا! یعنی یہ مرزا کو حضرات شیخینؓ یا خلفاء اربعہ سے افضل سمجھتا ہے؟ یہ ان کا عقیدہ ہے وہ تھوڑا سا متنفر ہو گئے۔

پھر ہم نے پوچھا "کیا حضرت حسنؓ وہ بھی امتی نبی تھے؟"

کہا "نہیں۔"

حضرت حسنؓ؟

کہا "نہیں۔"

امام حسینؓ؟

کہا "نہیں"

ذہن کو دھکا لگتا گیا۔ پھر اس سے پوچھا "اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے تو کوئی نہیں آیا تو مرزا صاحب کے بعد قیامت تک کوئی امتی نبی آئے گا؟"

اس نے کہا "نہیں' نہیں۔"

باقی آئندہ

اخبار ختم نبوت

توہین رسالتؐ پر وزیر اعظم کی خاموشی کیا مطلب؟

ہوں (جمشید خان سوکڑی) المرکز الاسلامی ہوں کے مہتمم اور جمعیت علماء اسلام ضلع ہوں کے جنرل سیکریٹری مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی نے وزیر اعظم پاکستان کے حالیہ اخباری بیان پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ میاں نواز شریف کی موجودگی میں بقول ان کے ایک بزرگ بیٹھ حضور اکرمؐ کی توہین کرتے ہیں تو وہ خاموشی کے ساتھ عوام سے سزا دینے کی تجویز پیش کرتے ہیں' انتہائی حیرت کا مقام ہے کہ اتنا بااختیار وزیر اعظم بھی کسی کو سزا نہیں دے سکتا تو شریعت جیسے مقدس نام کی حفاظت موجودہ وزیر اعظم کی حکومت کیسے کرے گی؟ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ وزیر اعظم کی حکومت کا شریعت کے بارے میں زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ نہیں' کیونکہ موجودہ حکومت کی نمائندگی اپنی نہیں وہ اوروں کے اشاروں پر چل رہی ہے' مولانا نصیب علی شاہ نے مزید کہا کہ شرعی نظام لانے کے لئے آزاد خود مختار پالیسی ضروری ہے تاکہ غیروں کی۔ اسلامی نظام لانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگیاں کردار کے لحاظ سے بے داغ ہوتی ہیں اور عملی نمونہ بن کر قوم کے سامنے پیش ہوتے ہیں' تاریخ کے ہر دو میں کردار کی وجہ سے اسلام کو عروج ملا ہے نا کہ زبانی دعووں سے۔ بغیر کردار کے کسی چیز کو پیش کرنا اسلام کی اصطلاح میں ایسے اعمال کو منافقین کہا گیا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ پوری ملت اسلامیہ بیک زبان عملی طور پر اپنا کردار پیش کریں تاکہ ذلت و رسوائی سے امت مسلمہ کو بچایا جا سکے۔ عروج و زوال کی کہانی تاریخی حقائق کی نظر میں انتہائی دردناک منظر پیش کرتی ہے۔ اور آج پاکستانی حکومت کو چلانے کے لئے صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے جو کہ پاکستانی حکومت چلانے کے ساتھ ساتھ یہود و ہنود کے منصوبوں کو خاک میں ملا کر اللہ کی غیبی طاقت سے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔

آخر میں مولانا نصیب علی شاہ نے کہا کہ وزیر اعظم کو اس پارلیمانی رہنما کے خلاف فوری کارروائی کرنی چاہئے کیونکہ اگر ایک ضلعی ڈپٹی کمشنر کوئی جرم کرتا ہے تو وزیر اعظم اسٹیج ہی سے اعلان کرتے ہیں کہ فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور یہاں اتنی بڑی بات کی جاتی ہے' حضور اکرم ﷺ کی توہین سے شرعی نظام کے علمبردار وزیر اعظم کی زبان کیوں بند ہو جاتی ہے وہ توہین رسالتؐ کے مسلہ قانون کو استعمال میں کیوں نہیں لاتے' جبکہ یہ قانون منظور بھی ہو چکا ہے کہ ایک گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے' اس میں یہ نہیں لکھا گیا ہے کہ غریب کے لئے موت ہے اور وی آئی پی کے لئے موت نہیں یہ درحقیقت امریکہ بہادر کو خوش کرنے کی خاطر سارا کچھ برداشت ہو رہا ہے۔

تحفظ ختم نبوت قصور کا اہم اجلاس

قصور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا اجلاس قاری حبیب اللہ قادری کی صدارت میں منعقد ہوا' جبکہ مہمان خصوصی تحریک ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ اجلاس میں حاجی اللہ دتہ مجاہد' قاری مشتاق احمد رحیمی' قاری محمد یحیٰی ہمدانی' محمد معصوم انصاری' مولانا عبدالرزاق مجاہد' محمد اصغر مجاہد جوڑا' حاجی محمد اشرف تارا گڑھ سابق ممبر ڈسٹرکٹ کونسل قصور سمیت کئی ایک کارکنوں نے شرکت کی۔

اجلاس میں مسلم قبرستان جوڑا میں ایک قادیانی کی تدفین پر افسوس کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ قادیانی ازراہ شرارت مسلم قبرستان میں اپنے مردہ کو دفن کر کے علاقہ کے امن و امان کو خراب کر رہے ہیں۔ جس سے اہل علاقہ میں اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔

اجلاس میں ضلعی انتظامیہ سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان سے فی الفور باہر نکالا جائے۔ نیز یہ بھی کہا گیا کہ جن مسلمانوں نے جان بوجھ کر اس کے جنازہ میں شرکت کی ہے وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔

اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ اگر قادیانی مرتد کو نہ نکالا گیا تو آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کا اجلاس بلا کر آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔

ASJ
ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone : 745543

غدارِ پاکستان

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی تاریخی و تحقیقی دستاویز

ترتیب و تحقیق محمد متین خالد

پاکستانی تاریخ کے اہم ترین راز
پہلی بار بے نقاب ہوتے ہیں

- پاکستان کے ایٹمی راز اسرائیل تک کیسے پہنچے؟
- بھارتی ایٹمی دھماکوں میں ڈاکٹر عبدالسلام نے کیا اہم کردار ادا کیا؟
- سابق وزیر خارجہ نے اسلامی بم کے خلاف سازش میں شریک ڈاکٹر عبدالسلام کو کس مشکوک حالت میں دیکھا؟
- کون سی پاکستان دشمن شخصیات کے اسلامی بم کے مخالف سائنس دانوں سے خفیہ رابطے تھے؟
- پاکستان دشمن سائنسدانوں کو ہیرو بنا کر پیش کرنے والے دانشوروں کی فہرست میں کون کون سے پردہ نشینوں کے نام شامل ہیں؟
- وہ کون سا لمحہ تھا...... جب ضیاء الحق جیسا نرم گو شخص بھی سخت ترین زبان استعمال کرنے پر مجبور ہو گیا؟
- نوبل پرائز کی آڑ میں یہودی لابی کس طرح سازشیں کرتی ہے؟
- ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی فرضی قبر بنا کر جوتے مارنے والوں میں کون کون سے ملعون پاکستانی شامل ہیں؟
- قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے پاکستانی ایٹمی دھماکوں کا کس طرح تمسخر اڑایا؟

غدارِ پاکستان ایسے بے شمار خفیہ رازوں سے پردہ ہٹا رہی ہے!

پاکستان کے دشمنوں کو پہچاننا ...... ان کے عزائم کو ناکام بنانا ہر محب وطن پاکستانی کا فرض ہے

یہ کتاب آپ کی رہنمائی کرے گی!

صفحات: 308 قیمت: 200

عالمی مجلس ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور

REGD. NO. SS-160

ماہنامہ "لولاک" ملتان کا آئندہ شمارہ

ختم نبوت کانفرنس تقاریر نمبر ہوگا

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے ماہنامہ "لولاک" نے اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے گزشتہ شمارہ میں اعلان کیا تھا کہ یہ شمارہ ختم نبوت کانفرنس تقاریر نمبر ہوگا لیکن جب تقاریر کو مرتب کرنا شروع کیا تو یہ کام اتنا آسان نہیں تھا جتنا ہم سمجھتے تھے۔ تمام کیسٹوں کو اکٹھا کرنا، پھر ان کو کاغذ پر منتقل کرنا اور سرخیاں لگانا، کمپوزنگ کرانا، تقریباً پچھتر فیصد کام مکمل ہو جانے پر احساس ہوا کہ اس کے صفحات تو ڈیڑھ صد سے بھی زیادہ ہو جائیں گے ابھی کام باقی ہے اگر اسے مکمل کرتے تو پرچہ لیٹ ہو جاتا۔ اس لئے مجبوراً فیصلہ کیا کہ اب جنوری ۱۹۹۹ء کا پرچہ ختم نبوت کانفرنس تقاریر نمبر ہوگا۔ (انشاء اللہ العزیز)

عام معمول سے ضخیم نمبر ہوگا اس کی قیمت 30 تیس روپے ہوگی۔

ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) میں ہونے والی تمام اہم تقاریر اس نمبر میں شامل اشاعت کی جارہی ہیں۔

ہم اپنے ایجنسی ہولڈرز حضرات سے درخواست کریں گے کہ یہ نمبر ہم محدود تعداد میں شائع کر رہے ہیں، آپ اپنی اضافی تعداد سے فوراً مطلع کریں تاکہ آپ کے آرڈر کی تعمیل ہو سکے، بعد میں تعمیل مشکل ہوگی۔

خریدار حضرات کو زر سالانہ میں ہی یہ نمبر ملے گا ان کو اضافی قیمت بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

جو حضرات جنوری ۱۹۹۹ء سے ماہنامہ "لولاک" ملتان کی سالانہ خریداری کے لئے یک صد روپیہ بھیج دیں گے، ان کو بھی یہ نمبر اسی قیمت میں دیا جائے گا اضافی رقم بھیجنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

"لولاک" کے سالانہ خریدار بننے والوں کے لئے سنہری موقع ہے۔ فوری زر سالانہ یک صد روپیہ بھیج کر سالانہ خریدار بننے کے لئے فوری منی آرڈر بھیج دیں۔ (شکریہ)

ناظم ماہنامہ "لولاک" دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان